مکمل ناول

"انسان کا بھی کچھ پتا نہیں چلتا، ہا، آہا کوئی کہہ سکتا تھا کہ چلتے پھرتے اتنے صحت مند خوش باش چوہدری محمد دین یوں اچانک چل بسیں گے اے بنیادی! تم نے جب سے مجھے اُن کے انتقال کی خبر سنائی ہے میرا دل تو سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا ہے۔ ہائے کیسے زندہ دل تھے چوہدری صاحب اور روزانہ صبح سیر اُن کا معمول تھا۔ کبھی کسی چھوٹے موٹے مرض کی شکایت بھی انہوں نے نہیں کی تھی تو اچانک یہ موا ہارٹ اٹیک کیسے ہو گیا۔"

"سچ کہا ہے۔ آج کل کسی کی کچھ سمجھ نہیں آتی بیٹھے بٹھائے نئی سے نئی آفات نازل ہوتی ہیں۔ قیامت کے آثار ہیں بی بی صاحبہ!" بنیادی نے پوری سنجیدگی اور خوفناک رنجیدگی کے درمیان گلوگیر لہجے میں اطلاع دی۔

"ہائے بنیادی! ذرا پکڑ نا مجھے لگتا ہے دل میں درد ہونے لگا ہے۔"

"ہائے اللہ بی بی صاحبہ!" بنیادی نے لپک کر تھام لیا۔

"بنیادی! ڈاکٹر کو فون کرو۔" بیڈ پر بیٹھ کر بی بی لمبے لمبے سانس لینے لگیں۔

"مجھے فون کرنا کب آتا ہے۔ بُلاتی ہوں کسی بچے کو۔"

ثمرہ بخاری

وقت کبھی تھم جا

وہ باہر لوٹیں اور اندر آتے جعفار سے ٹکرا کر زمین بوس ہوگئیں۔ چوٹ تو بنیادی کی بوڑھی ہڈیوں کو لگی تھی۔ ہائے والے کا شور جعفار نے ڈال دیا۔

"چپ کر جا کمبخت! اپنے حساب سے آخری سانسیں لینے والی بی بی کرا رہی ہیں۔

"کیسے چپ کر جاؤں۔ اتنے زور سے بنیادی جی میرے سینے سے لگی ہیں۔ ان کی اونچی ناک تو کھب ہی گئی تھی۔ اوہ کیسا درد اٹھ رہا ہے دل میں۔" اس نے دونوں ہاتھوں سے سینہ تھام لیا۔

"دل میں درد تو اپنی بی بی صاحبہ کے ہو رہا ہے۔" بنیادی نے اپنی چوٹیں سہلاتے ہوئے اطلاع دی۔

"ہیں واقعی مگر کب سے؟" وہ ان کے بیڈ پر چڑھ گیا۔ شانوں پر ہاتھ رکھنے ہی لگا تھا کہ انہوں نے کمزور سی آواز میں روک دیا۔

"جانتے بھی ہو کہ میں تمہارے گندے ہاتھوں سے عاجز ہوں۔ پتا نہیں کہاں کہاں مار کے آرہے ہو۔ بس مجھے نہ لگانا۔"

"بی بی صاحبہ! جعفار میاں کے پاؤں بھی گندے ہو رہے ہیں۔" بنیادی کو ابھی اتنا ہوش ضرور تھا کہ جعفار کی شکایت لگا سکے۔

"لڑکے! کتنی مرتبہ کہا ہے تمہیں۔ ننگے پاؤں بہت پھرا کرو مگر مجال ہے جو کان پر جوں بھی رینگ جائے۔ جاؤ ترو میرے بستر سے۔ سارا گند اکر دیا۔"

"آپ کے تو دل میں درد تھا۔" اس نے یاد دلایا۔

"ہاں وہ تو ہے۔" وہ پھر سے لیٹ گئیں۔

"کب سے ہے؟" وہ اپنی نانی کی وہمی طبیعت سے واقف تھا۔ انہیں وقتاً فوقتاً خوفناک بیماریوں کے لاحق ہونے کا وہم ستاتا رہتا تھا۔

"جب سے چوہدری صاحب کی وفات کی خبر سنی ہے۔" بنیادی نے اطلاع دی۔

"جعفار! میں نے سنا ہے وہ بھی دل کی بیماری کی وجہ سے فوت ہوئے ہیں۔" بی بی کی آواز خاصی کمزور تھی۔

"ارے آپ سے کس نے کہہ دیا یہ جھوٹ، وہ تو نزلہ زکام کی وجہ سے دارِ فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔" جعفار نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا انہوں نے محسوس نہیں کیا ورنہ ضرور دوسرے ہاتھ سے اسے روکتیں۔

"لو بھلا نزلہ زکام سے بھی کوئی فوت ہوا ہے۔" یقین نہیں آیا۔

"ہاں بالکل یہ چوہدری صاحب زندگی میں بھی الو کے پٹھے کام کرتے رہے ہیں اور موت بھی دوسروں کو حیران کر گئی ہے۔"

"یہ یہ تم؟" اچانک نظر اپنے ہاتھ پر رکھے اس کے ہاتھ پر پڑی، مارے صدمے کے آواز بھی نہیں نکلی کہ اس کے ہاتھ اس وقت واقعی سخت میلے نظر آرہے تھے۔ جعفار نے ہنستے ہوئے ہاتھ پیچھے کر لیا۔

"بی بی! زیادہ گندے تو نہیں بس ذرا گلاب کے پودوں میں سے فالتو جڑی بوٹیاں نکال رہا تھا۔"

"بنیادی! جلدی سے میرے ہاتھ دھلاؤ۔" اس کا چہرا مارے غصے کے سرخ ہو رہا تھا۔

"اب تو دل کا درد ٹھیک ہے ناں؟" اس نے آگے جھک کر پوچھا پھر پیچھے ہٹ کر تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔

سامنے لان میں تیز دھوپ پھیلی تھی اور ہو کا عالم تھا۔ وہ گیٹ پار کر کے سامنے والے احاطے میں چلا گیا کہ اس وقت ماموں زاد یہیں مل سکتے تھے۔ یہ احاطہ اس کے نانا حضور نے خریدا تھا اور یہاں پر موسمی پھلوں کے پودے لگائے تھے جو اب گھنے پیڑ بن چکے تھے اور خوب سایہ اور پھل دیتے تھے۔ یہاں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے نظر جھولا جھولتے مستقبل کے ڈاکٹر جناب ارسلان احمد پر پڑی۔

"اس کے بعد میری باری ہوگی۔" جعفار دور ہی سے چلایا۔

"جی نہیں، میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں۔" شاماں نے بھی اسی کی طرح پوری آواز میں اطلاع دی۔

"چلو جو طاقتور ہوگا، وہ لے گا۔" جعفار بولا۔

"جی نہیں بالکل نہیں فاری کے بچے! تم ہمیشہ بے ایمانی کرتے ہو۔ آج میں بیٹھوں گی بعد میں چاہے ساری دوپہر جھولتے مرتے رہنا۔"

"ویسے جہاں تک میرا خیال ہے۔ یہ جھولا جھولنا لڑکوں کی تفریح نہیں ہے۔" ریحان حورب کے ساتھ

"یہ حدیث میری نظر سے نہیں گزری۔" جفار نے
نے اچکائے۔
ارسلان جھولے سے اُترا۔ قریب کھڑی شاماں
ب کر چڑھ گئی۔ ارسلان، جفار اور ریحان کے پاس
چلا آیا۔
"فاری! تم کم از کم کپڑے تو ایک رنگ کے پہن لیا
کرو۔" حورب نے اُلٹے سیدھے کپڑوں پر اعتراض کیا۔
"میرا خیال ہے قمیص تم نے چھوٹے نہد کی پہن رکھی
ہے۔" ارسلان نے غور کرنے کے بعد کہا۔
"اوہو میں بھی کہوں اتنی تنگ کیسے ہو گئی بٹن بھی
بند نہیں ہو رہے۔" وہ اطمینان سے بولا۔
"اور یہ بال ایک تو ویسے ہی پورا ٹوکرا ہے پھر تم
برش بھی مرضی سے کرتے ہو۔ میں تو کہتی ہوں بالکل
چھوٹے چھوٹے کروا لو۔" حورب بی بی کا دل آج۔
اعتراض پر اعتراض کرنے کو چاہ رہا تھا حالانکہ وہ تو
ہمیشہ سے ایسا ہی تھا۔
"فاری بھائی! اللہ سمجھے آپ کو۔ یہ میری قمیص
پہن رکھی ہے۔ اتنی محنت سے دباد باکر استری کی تھی
میں نے۔" فہد یقیناً تلاشتا ہوا یہاں تک پہنچا تھا اور
سخت غصے میں تھا۔
"اتنا ناراض کیوں ہو رہے ہو پیارے! اُتار دیتا
ہوں۔" کہنے کے ساتھ ہی اُتار بھی دی۔
"ساری خراب کر دی مجھے۔ یہ سوٹ پہن کر اپنے
دوست کی طرف جانا تھا۔ پتا نہیں آپ اپنے کپڑے
کیوں نہیں پہنتے۔"
"اچھا اب زیادہ بڑبڑ مت کرو۔ شکر کرو میں نے
واپس کر دی ہے۔ جاکر نورو سے دھلوا لو۔"
"اتنی محنت سے استری کی تھی۔" فہد قمیص جھپٹ کر پیر
پٹختا واپس چلا گیا۔
"ویسے اُس صاف ستھری چمکتی دمکتی کریم کلر قمیص
کے ساتھ یہ تمہاری میلی گھڑے سے نکلی شلوار عجیب بہار
دکھا رہی تھی۔" ریحان ہنسا۔
"میری شخصیت ہی باغ و بہار ہے۔" جفار نے برا مان
شوخ آنکھوں میں مزید شوخی بھر کر کہا۔

"او فاری میاں! بنیادی بیگم کچھ کہتی ہوئی احاطے
میں داخل ہوئیں پھر جو نظر اس کے کسرتی بدن پر پڑی
تو ٹھٹک کر رُخ پھیر لیا۔
"ہا ہا ہا کیا ہوا بنیادی بوا؟" جفار ان کی شرمیلی طبیعت
سے بخوبی واقف تھا۔ سو پوچھتے ہوئے ہنسی کو کنٹرول
نہیں کر رہی تھی۔ "تمہاری قمیص کہاں ہے جوان لڑکیوں
کے درمیان اس طرح کیوں کھڑے ہو؟" چہرا اب بھی
ادھر نہیں تھا۔
"فہد نے اُتروائی ہے۔"
"تو جاؤ۔ کوئی دوسری پہن لو۔" وہ جو کہنے آئی تھیں
بھول گئی تھیں بس اسی بارے میں ہدایات دے کر
چلتی بنیں۔
"ہماری بنیادی بوا بھی شرم و حیا کی پتلی ہیں۔" پتا
نہیں ریحان تعریف کر رہا تھا یا مذاق اڑا رہا تھا۔
"فاری! ذرا درخت پر چڑھ کر مجھے کیریاں تو اتار
دو۔" حورب کے کہنے پر جفار نے حیرت سے اُسے دیکھا
پھر بولا۔
"آج سے پہلے تو خود ہی اُتارتی رہی ہو اب کیا
پابندی لگ گئی ہے تم پر؟"
"انہیں دراصل آج صبح ہی پتا چلا ہے کہ آم کی گٹھلی
کچی ہوتی ہے۔ سو اب یہ اس پر چڑھنے سے ڈر رہی ہیں۔"
چھوٹے ماموں کی جتانے کی بات بتا دی تو وہ
حورب پر بگڑنے لگا۔ "میں تو اس لیے کہہ رہی تھی کہ تم
لڑکے ہو۔ گر بھی گئے تو تمہاری موٹی کھال کو زیادہ
زحمت نہیں ہو گی اور ویسے بھی اگر ایک آدھ ہڈی ٹوٹ
گئی تو ہرج نہیں۔ ساری مصیبت تو ہم لڑکیوں کی ہوتی
ہے۔ ذرا سا نقص رہ گیا تو شادی نہیں ہو سکے گی۔"
"تم چڑھ جاؤ اگر کچھ ہو گیا تو میں شادی کر لوں گا
تم سے۔" جفار یقین دلا کر ارسلان سے باتیں کرنے لگا۔
یہ گھر ہمہ وقت شور شرابے میں ڈوبا ہوا پایا
جاتا تھا کہ شور جہاں یعنی جفار کی نانی اماں مستقل سر درد کی
مریض ہو چکی تھیں۔ ان کی دونوں بہوؤں یعنی نصرت اور
سعیدہ نے اب ان بچوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا
تھا۔ بچوں کے والد انعام احمد اور انور احمد گھر پر ہوتے
ہی کم تھے۔ جفار کی امی بالو شور جہاں کی اکلوتی بیٹی تھیں۔

بڑی دھوم دھام سے بیاہا تھا بیٹی کو، مگر قسمت کا لکھا کون مٹا سکتا ہے۔ شادی کے چار سال بعد جب جفار صرف تین برس کا تھا۔ ان کے شوہر معمولی بیماری کے بعد چل بسے اور بانو پھر سے ماں کے گھر آگئیں اور جب فاری چھ برس کا تھا تو کشور جہاں نے بانو کی دوسری شادی کر دی۔ وہ بیٹے کی وجہ سے رضامند نہ تھیں مگر ماں اور بھائیوں کے سامنے ایک نہ چلی کشور جہاں نے کہہ دیا تھا۔

"جفار کو میں کلیجے سے لگا کر رکھوں گی اور اگر تمہارے شوہر کو اعتراض نہ ہوا تو یہ تمہارے پاس آتا ہی رہے گا۔" مگر جفار ان کے پاس رہنے کے لیے کبھی نہیں گیا بس جب وہ ملنے آتی تھیں تو ملاقات ہو جاتی تھی وہ بھی سرسری انداز میں۔ اس نے اپنے کسی بھی فعل سے کبھی یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ اپنے دل میں ماں کے لیے کیسے جذبات رکھتا ہے۔ اب تو دوسرے شوہر سے بانو کے تین بچے تھے۔ ان کے پاس شاید جفار کو سوچنے کے لیے وقت بھی نہیں تھا۔

کشور جہاں کے بڑے بیٹے انور احمد کے چار بچے تھے۔ بڑے ارسلان صاحب پھر شاماں بی بی اس کے بعد سیما اور ریحان چھوٹے بیٹے انعام احمد کے تین بچے تھے بڑی بیٹی حور ب۔ حنا اور چھوٹا فہد۔ گھر میں اتنی لڑکیاں تھیں مگر گھر کی عجیب حالت تھی۔ نیلوی بوا۔ کی ہڈیوں میں دم نہیں تھا۔ نوجوان نوخیز ملازمہ جاگ بھری جان چھڑانے کے موڈ میں رہتی تھی۔ دونوں بہوئیں بھی اب آرام کرنے کی عمر میں تھیں۔ ذمہ داری اب لڑکیوں کے سر پر تھی۔ اور انہیں خیال تک نہ تھا سب نکمے کام چور، منہ پھٹ، چٹورے، باتونی تھے۔ کشور خاتون نے وہی طبیعت پائی تھی اور یہ ان دنوں میں مزید اضافے کا باعث بنتے۔ کبھی انہیں ان کا چہرا پیلا پھٹک لگتا کبھی آنکھیں سرخ تو کبھی ہونٹ نیلے۔ وہ سنتے ہی بستر سنبھال لیتیں اور انہیں مزید چھٹی مل جاتی۔

اچھل کود کے بعد جب دوپہر کے کھانے پر ان لوگوں کی احاطے سے واپسی ہوئی تو دیکھا کشور خاتون نہایت ہشاش بشاش بیٹھی ہیں اور دونوں بہوئیں بھی مسکرائے جاتی ہیں استفسار پر علم ہوا۔ آنٹی ماہ لقا تشریف لا رہی ہیں۔

"ایں یہ کون ہیں اور یہ نام انہیں کس نے دیا۔ خود نہ سہی مگر نام تو شریفوں والا ہونا چاہیے۔" جفار نے اعتراض کیا۔

"اے لڑکے! یہ کیا کہہ رہے ہو۔ آخر کیا برائی ہے اس نام میں۔" نانی کو سخت برا لگا۔ آنے والی بھانجی کے نام کا مذاق۔

"لگتا ہے۔ آپ نے رکھا تھا جو اس قدر چراغ پا ہو رہی ہیں۔ ویسے آجائیں وہ آنٹی، نام تو ضرور بدلنا ہے ان کا۔"

"خبردار جو کوئی بدتمیزی کی۔ ایک تو وہ بے چاری پہلے ہی پریشان ہے۔ اوپر سے تم مصیبت ڈال دو گے۔"

"کیا پریشانی ہے؟" سب ہی متوجہ ہوئے۔

"دو بیٹیاں ہیں اس کی۔"

"تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے، آپ کی چار پوتیاں ہیں۔" ریحان نے یاد دلایا۔

"اے ہے اللہ نہ کرے جو میری پوتیاں اس کی بیٹیوں جیسی ہوں۔"

"معذور ہیں کیا؟" ڈاکٹر ارسلان نے جھٹ پوچھا۔

"ارے نہیں۔ دراصل وہ بڑی منہ پھٹ، تیز طرار اور ماڈرن لڑکیاں ہیں۔ ماں کو تو گھاس تک نہیں ڈالتیں جو بھی رشتہ آتا ہے سو سو اعتراض کرتی ہیں دونوں، ماں بڑی تنگ ہے ان سے اب سنا ہے یہاں کسی رشتے کے سلسلے میں آرہی ہے۔ دعا کرو بیٹیوں کو بھی پسند آجائے تو وہ بے چاری بھی سکھ کا سانس لے۔"

"ہاں ہاں کیوں پسند نہیں آئے گا۔ ہم تو بیاہ کر واکر چھوڑیں گے کیوں فاری؟" ارسلان پُرجوش تھا جب کہ وہ ماہ لقا میں الجھا تھا۔ بار بار کہتا۔ "عجیب نام ہے۔" اور نانی کو غصہ آجاتا۔

"نانی صورت کی کیسی ہیں یہ ماہ لقا آنٹی؟" ہمنی ان سنی کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔ "شکل و صورت تو اللہ کی بنائی ہوئی چیز ہے۔ اب کیا اس میں بھی نقص نکالنے کا ارادہ ہے وہ؟" طنزیہ انداز میں گویا ہوئیں۔

"نہیں نہیں نانو جی! میں تو صرف معلومات میں اضافے کے لیے پوچھ رہا تھا۔"

"ہاں بھئی باقی تو ساری دنیا کی معلومات تم نے حاصل

جاہی ایک رہ گئی تھی۔ اُن کا مزاج گرم تھا سو
حیثیت کا اندازہ نہیں دیکھا بس جھاڑ کے رکھ دیا۔
دوسرے روز شام کو وہ آنٹی اپنی دونوں بچیوں
بیٹی ماڈرن، نک چڑھی سی سانولی سلونی
بیاں اور اچھی خاصی سیاہی مائل ماہ لقا آنٹی۔ جفار نے
بیٹھتے ہی کہہ دیا۔ میں انہیں ماہ لقا آنٹی کے بجائے
ماہ لقا آنٹی کہہ کر پکاروں گا اور ریگ پارٹی نے اتفاق
کیا۔ خیر آنٹی نے لائٹ — لگوا کر ان سب کا تعارف
آنٹی اور ان کی بیٹیوں سے کروایا۔
"ماشاء اللہ خالہ اماں کافی رونق ہے، آپ کے ہاں
اور سارے ہی بچے خاصی تمیز والے اور ذہین نظر آتے ہیں۔"
انہوں نے تعریف کی تو کشور خاتون جھٹ بولیں۔
"بس یہ پہلی نظر کا دھوکا ہے ورنہ تو بیٹی کنوئیں میں
بھنگ پڑی ہے۔"
"ارے نہیں خالہ اماں!" انہوں نے سب سے قریب
کھڑے فہد کے سر پر دوبارہ محبت سے ہاتھ پھیر کر ان
سب کی سائیڈ لی اور یہ تو نہال ہو گئے۔ سوچ لیا ایسی
امی آنٹی کی مدد ہر قیمت پر کرنا ہے۔
"یہ بیٹیاں ہیں میری، بڑی والی کا نام نوین ہے اور
یہ چھوٹی ماہین ہے۔"
ماں کے تعارف کرانے پر دونوں لڑکیوں نے ایک
ادا سے ان کی جانب دیکھا پھر اپنی اماں کی دائیں سائیڈ
پر جا بیٹھیں۔
"آنٹی کہ رشتہ کس کا کرنا ہے؟"
جفار نے چھوٹتے ہی پوچھا اور کشور خاتون بیٹیوں
کے سامنے اس ذکر پر صرف گھور کر ہی رہ گئیں۔
"کیوں آپ ہی کام کرواتے ہیں؟" اللہ جانے بڑی
والی تھی یا چھوٹی۔ بہر حال بولی بڑے تخریبی انداز میں تھی
پر قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔ ادھر یہ ساری پارٹی اس کے
کے یوں بن کر بولنے پر ہنس رہی تھی جس میں جفار کی آواز
نمایاں تھی "بچے خاصے خوش مزاج ہیں آنٹی ماہ لقا تو شاید
یہ سوچ کر آئی تھیں کہ تعریفوں پر تعریفیں کرنا ہیں۔
اس روز رات کھانے کے بعد تک ان لوگوں کی یہی
رائے تھی کہ دونوں لڑکیاں نری بکواس ہیں اور ہمارے
گروپ میں شامل نہیں ہو سکتیں۔ البتہ اگلے روز یہ کہا
جا رہا تھا کہ چھوٹی گزارے لائق ہے اور اگر بڑی بہن سے
دور رکھا جائے تو مزید نکھار پیدا ہو سکنے کا امکان بھی
ہے۔ آنٹی نے بتایا تھا۔
"آج شام لڑکے والے اپنی نوین کو دیکھنے آ رہے
ہیں۔" گھر بھر میں تجسس کی لہر دوڑ گئی تھی ہر کوئی ایکسائیٹڈ
تھا۔ آج آم اور خربوزے کھا کر چھلکے بھی ادھر اُدھر نہیں
پھینکے گئے۔ کھانے کے بعد ڈائننگ ٹیبل اچھی طرح صاف
کی گئی اور تو اور جفار کا حلیہ بھی بڑا مناسب معلوم ہو رہا
تھا۔ آنٹی ماہ لقا تو تعریف کیے بنا نہ رہ سکیں۔ بولیں۔
"فاری جانو! ہو تو تم بڑے پیارے۔ اس میں تو
شک نہیں مگر بیٹا جی آج تو شان نرالی ہے سچ بہت
اسمارٹ لگ رہے ہو ایسے ہی رہا کرو ناں۔"
وہ اس تعریف پر مسکرا دیا۔ ایسے ہی رہنے کا ارادہ
ظاہر نہیں کیا۔ شاماں نے اپنے کانوں سے سنا آنٹی دامادی جان
سے جفار کے کوائف معلوم کر رہی تھیں۔
"ہیں مگر کیوں؟" سنا تو سخت تعجب کے ساتھ کہا۔
"اُن کی ایک اور بیٹی بھی تو ہے۔" حور بے نے ایک
عرصے بعد اپنے لمبے بالوں کو اتنے پیار سے سلجھاتے ہوئے
جواب دیا۔
"کیا مطلب یعنی وہ اپنی اُس بیٹی کو میری چھوٹی

چاہتی ہیں۔"

"شرم کرو۔ جوان لڑکی ہے وہ۔" حور بہ کو لفظوں کا استعمال نامناسب لگا سو کہہ ڈالا۔

"میرا مطلب تھا میرے پلے باندھنا چاہتی ہیں۔"

"یہ تو اصلاً اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ جب کہ میں تو سمجھتی ہوں بیٹیاں اُن پرانی سی بھاری نہیں ہوں گی۔ سچ فاری کل جب تم رنگ برنگ لباس زیب تن کیے درخت کی شاخوں میں جھولا جھول رہے تھے تو آنٹی تمہیں عجیب سی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔"

"دیکھنے دو، اب میں اُن کی وجہ سے اپنی دلچسپیاں چھوڑنے سے رہا یہی تو عمر ہے میری۔"

"گیا وقت ہاتھ کہاں آتا ہے۔"

"ہاں بالکل ٹھیک کہا تم نے ہم جیسے بھی ہیں، بہت اچھے ہیں۔" جبار اتنا کہہ کر اُٹھ کھڑا ہوا کہ ضروری کام یاد آ گیا تھا۔ چند قدم ہی چلا ہوگا کہ مس نوین راہ میں آ گئیں۔ میک اپ سے بے نیاز چہرا بکھرے بال ملگجا لباس یہ حلیہ خاصا اوپرا سا تھا۔ سو وجہ پوچھی۔ جواب میں وہ دھواں دھار طریقے سے رونے لگیں۔

"ارے ہوا کیا ہے؟" جبار کو فکر ہونے لگی۔

"مجھے یقین ہے آپ میری مدد کر سکتے ہیں۔" سوں سوں کے درمیان اظہار ہوا۔

"کس سلسلے میں؟" اس نے بھنویں اُچکائیں۔ انہوں نے اپنے پیچھے آنے کا اشارا کیا یہ شانے اچکا کر چل پڑے ان کے پیچھے پیچھے ایک جگہ جا کر رُکیں اور انہیں نجانے کیوں خیر خواہ جان کر سب کہہ ڈالا۔ لبِ لباب یہ تھا کہ ان کی محبت کوئی اور ہے اماں محترمہ اپنی چلانا چاہتی ہیں ان کی ایک نہیں سنتیں، اِدھر یہ پریشان ہیں اُدھر وہ مردِ باوفا امریکہ میں بیٹھا آنسو بہا رہا ہے۔

"آنٹی کو اعتراض کیوں ہے اس لڑکے پر؟"

"کہتی ہیں لفنگا ہے۔" ڈبے سے آخری ٹشو پیپر نکال کر آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"کم یا زیادہ؟"

"حتمی کے خیال میں تو زیادہ۔"

"اور تمہارے خیال میں؟"

"ہائے وہ تو ایسا شاندار اور اتنا سادہ سا ہے۔" دل پر چوٹ لگی اس سوال پر۔

"اسی لیے تمہاری قسمت سنوار کر رہی ہیں۔ اُسے بچانا چاہتی ہوں گی ناں۔"

"اب تم مذاق نہ کرو۔ میں نے سب بتا دیا ہے پلیز کوئی حل نکالو۔"

"تم فکر ہی نہ کرو۔ آج سے میں تمہارا دوست ہوں۔ آنے والے تمہاروں سے ایسے ایسے سوالات ہوں گے کہ وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ جائیں گے۔" نوین کو تسلی دینے کے بعد دوبارہ ارسلان وغیرہ کے پاس آیا اور صورتِ حال سے آگاہ کیا۔

"بے چاری لڑکی" آنٹی کی آنکھیں نوین کی ہمدردی میں بہنے کو تھیں۔

فیصلہ یہ ہوا کہ آنے والے مہمانوں کو فون پر کہہ دیا جائے کہ اچانک میر جنسی ہو گئی ہے بزرگ گھر پر نہیں۔ آپ لوگ پرسوں تشریف لائیں۔ شاماں آواز بنا کر نکالنے کی ماہر تھی۔ سو اس نے بہت درد ناک لہجہ بنا کر اُن کے ہاں کہہ دیا کہ آج بزرگ گھر پر نہیں آپ پرسوں تشریف لائیں۔ اُدھر خاتون پوچھتی ہی رہیں۔

"بیٹی خیریت تو ہے ناں؟ تم رو کیوں رہی ہو؟" انہوں نے بتایا نہیں۔ بس اصرار ہوا کہ پرسوں آئیے گا۔

اِدھر گھر کے تمام بزرگ خواتین و حضرات سے کہا گیا کہ گاؤں سے اطلاع آئی ہے ماسی جی کی طبیعت سخت خراب ہے۔ آخری دموں پر ہیں۔ جا کر مل آئیں۔

کشور خاتون کچھ تذبذب کے عالم میں تھیں وجہ یہ کہ گاؤں خاصا دور تھا راستے اُونچے نیچے اور کچے ایک بار جا کر جلد واپسی تو ممکن نہیں تھی اور یہاں کسی بھی بزرگ کو دیکھنے کے لیے وہ لوگ آ سکتے ہیں۔ ارسلان نے سنا تو کہہ دیا۔

"اُدھر ہم فون کر کے بتا دیں گے کہ فوتگی ہو گئی ہے۔ ابھی مت آئیں۔"

"آئے ہائے بچے کیسی منحوس بات کی ہے تم نے۔ ابھی تو زندہ ہیں اور اللہ انہیں صحت عطا فرمائے۔ تم نے تو دل ہی ہلا کر رکھ دیا۔ میرے میکے میں سے وہی تو ایک باقی ہیں۔"

"جی میں کب چاہتا ہوں کہ وہ باقی نہ رہیں۔ یہ تو نوین کے سسرال والوں کو ٹالنے کی ایک چال ہے بس۔"

"اپنی چالیں اپنے پاس ہی رکھو اور کہلا بھیجو ہماری ایک بزرگ بیمار ہیں۔ اُن سے ملنے گاؤں گئے ہیں دعا کریں

زود جلد صحت یاب ہو جائیں۔ ہم بس چند ہی روز میں واپس آ جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے نا تو۔ کر دیتے ہیں فون مگر وہ ارسلان والی تجویز کچھ زیادہ معقول نہیں تھی۔" قاری نے بات کرتے ہی پتلا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا تھا کہ اب ڈانٹ متوقع تھی۔

پہلے تو صرف بی بی جان اور بڑی بہو یعنی نصرت بیگم کا ہی جانے کا پروگرام تھا مگر جفار، ارسلان اور حورب نے خوب شور مچایا۔ جفار نے تو یہاں تک کہہ دیا خون سفید ہو گیا ہے۔ ادھر ماسی جی آسمان کی جانب پرواز کرنے کو ہیں ادھر سے صرف دو لوگ جا رہے ہیں۔ سب کو جانا چاہیے۔ کیا معلوم اگلے جہان کس کا مقام کہاں ہو ملاقات ہو بھی سکے یا نہیں۔"

"میں کہتی ہوں یہ منحوس باتیں نہ کرو اُن کی صحت کی دعا مانگو۔" کشور جہاں نے جھلا کر اسے سمجھانا چاہا پھر چھوٹی بہو اور آنٹی مہ لقا کو بھی ساتھ جانے کا حکم دے دیا یہ لوگ اسی وقت تیاریوں میں لگ گئے شام سے پہلے روانگی عمل میں آ جاتے ہوئے بی بی جان نے بنیادی کو ہدایات دیں گھر کا خاص خیال رکھنے کی تاکید کی اور یہ بھی کہا کہ ان بچوں پر کڑی نظر رکھنا۔

"آپ فکر نہ کریں ہمیں جو موجود ہوں نا تو۔" جفار نے لپکا سا منہ بنا کر کہا۔

"اسے اسی لیے اتنی ہدایات دے کر جا رہی ہوں۔" جھٹ جواب آیا اور نوین ماہین حسب معمول زور زور سے ہنسنے لگیں۔

"اب ہم بالکل آزاد ہیں۔" ثریحان نے بازو ہوا میں لہراتے ہوئے اعلان کیا۔

"جی نہیں ابھی غلامی کی ایک کڑی باقی ہے۔" حورب نے اپنے لمبے بالوں کی چٹیا کو پشت پر پھینکتے اور کھولتے ہوئے اختلاف کیا۔

"کون؟" حنا نے آگے جھک کر رازداری کے عالم میں پوچھا۔

"اپنی بنیادی بوا اور کون۔" حورب نے منہ بنایا۔

"اوئے چھوڑو ان کو۔ وہ تو میری مٹھی میں ہیں۔" جفار نے شانے اچکائے۔

"ہونہہ مٹھی میں ہیں۔ تم نہیں سمجھتے اُن کو۔ بنیادی بوا ویسے تو نظر کی کمزوری کا رونا روتی رہتی ہیں مگر جاری ایک ایک حرکت انہیں صاف دکھائی دے جاتی ہے۔" حورب خاصی دکھی ہو رہی تھی۔

"ہاں بھئی یہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ بنیادی بوا نے بی بی جان کو سب بتا دینا ہے اور اس سلوک کے بارے میں تو نمک مرچ لگا کر بتائیں گی جو ہم نوین کی ہونے والی سسرال سے کریں گے۔"

"اللہ نہ کرے گی۔ میری سسرال کیوں ہونے لگی۔" ارسلان کی بات پر نوین بلبلا تڑپ ہی تو گئیں۔

"کہا ناں فکر مت کرو ہم لڑکوں میں سے کوئی ان لوگوں کے آتے ہی بنیادی بوا کو شاپنگ کا لالچ دے کر ساتھ لے جائے گا۔" جفار نے آخر ترکیب بتا ہی دی۔

"تم ہی لے کر جانا۔" ارسلان نے منہ بنایا۔

"ہاں میں تو تیار ہوں مگر کیا تم آنے والے مہمانوں کی شایانِ شان تواضع کر سکو گے۔"

"ہاں بھئی جفار کو تو ضرور گھر پہ رہنے دیں مجھے ذرا حوصلہ رہے گا۔" نوین بھی بول اٹھی۔

"یہ سب مسئلے تو حل ہوتے رہیں گے یہ سوچیں کہ آج کا دن کس طرح بسر کرنا ہے۔ میرا مطلب ہے کوئی رونق شونق لگنی چاہیے۔" شاماں بول اٹھی۔

"ٹھیک ہے ابھی بنیادی بوا کی اسسٹنٹ مس جاگ ہری قیمہ بھرے سموسے بنائیں گی۔ ساتھ میں لذیذ چائے بھی ہو گی۔ اس کے بعد ہم سب ڈارک روم کھیلیں گے۔"

یہ وہ گیم تھی جسے کھیلنا بی بی جان نے ممنوع قرار دے رکھا تھا۔ ہاں البتہ لڑکیاں اور لڑکے الگ الگ کھیل سکتے تھے مگر انہوں نے تو جو کچھ بھی کیا اکٹھے مل کر کہا اب کیوں کر مان لیتے۔

"ہاں بھئی بڑا مزا آئے گا۔" حنا خوش تھی۔

"میں نہیں کھیلوں گی۔" حورب نے اپنی ننھی سی ناک سکیڑی۔

"تم ہمیشہ رنگ میں بھنگ ڈالنے کی شوقین رہی ہو۔" ارسلان نے یاد دلایا۔

"کیوں نہیں کھیلو گی۔" شاماں اور ماہین چلائیں۔

"یا بابا بڑی خطرناک گیم ہے۔ الجھن کوئی بڑی ترغیب گئی تو بُرا ہو گا۔"

"اوہو ایک تو اس پر یہ وہم ہر وقت سوار رہتا ہے۔ کہا تو ہے بے فکر رہو۔ معذور ہو گئیں تو میں اپنا تو

گا۔" جفار نے پھر سے یاد دلایا۔

"اسی لیے تو معذور ہونا نہیں چاہتی۔" حورب بابل نے وضاحت کی اور سب ہنس پڑے سوائے جفار کے جو نظریں چھت پر جمائے اب پتا نہیں کونسا منصوبہ بنا رہا تھا۔ بھاگ بھری کام چور ست الوجود ذرا سا کام کہہ دو تو سو بہانے بناتی تھی اور آج زبردستی اس سے قیمے والے سموسے بنوائے گئے۔ لاکھ کہا۔ ہاتھ میں درد ہے۔ کلائی میں موچ آگئی ہے مگر ایک نہیں سنی گئی سموسے بنوائے گئے اور سو سو نقص نکال کر کھائے گئے۔

اب اگلا مرحلہ ڈارک روم کھیلنے کا تھا حورب کسی طرح نہیں مان رہی تھی۔

"آپی میری بہن ہو کر اتنی ڈرپوک۔ سچ شرم آرہی ہے مجھے۔" فہد نے جوش دلانا چاہا۔

"تو شرما لو مجھے بالکل نہیں کھیلنا۔" وہ کرسی پر بیٹھی چائے سے لطف اندوز ہوتی رہی۔

"دیکھو آرام سے اٹھ جاؤ حورب ورنہ ہم اٹھا کر لے جائیں گے۔" شاماں نے دھمکی دی۔ نوین ماہین حنا نے پکڑ کر کھینچ لیا اور یوں زبردستی اسے بھی شامل کر لیا گیا۔

"سنو بھاگ بھری! رات کے کھانے پر بریانی اور نرگسی کوفتے ضرور ہونے چاہئیں۔" جفار نے جاتے جاتے مڑ کر حکم دیا۔

"توبہ اتنا کچھ ہڑپ کر کے رات کو اور کھانے کا ارادہ ہے۔" وہ جلی بیٹھی تھی۔

"اے میں نے سنا ہے۔ تم لوگ وہی کھیل کھیلنے لگے ہو جس سے بی بی صاحبہ منع کرتی ہیں۔" بنیادی کو ابھی ابھی اطلاع ملی تھی۔ سو دوڑی چلی آئیں۔

"کیوں آپ نے بھی کھیلنا ہے کیا؟"

"دفع میں کیوں کھیلوں۔ میں تو کہنے آئی ہوں کچھ ہدایت پکڑو اور باز آجاؤ زیادہ چوٹ لگ گئی تو بُرا ہوگا اور پھر بی بی صاحبہ بھی آکر ناراض ہوں گی۔"

"وہ تو جب ناراض ہوں گی جب پتا چلے گا۔"

"ہاں تو تمہارا کیا خیال ہے میں جاؤں گی نہیں، بھئی میں تو صاف صاف کہہ دوں گی۔ ہاں بلکہ ایک کی دس کہہ دوں گی۔"

بنیادی اور جفار کے درمیان بحث جاری تھی ادھر کھیل میں ان کا نقصان نہ ہو جائے۔

"بنیادی بوا! گواہ رہنا مجھے زبردستی شامل کیا گیا ہے۔ میں بالکل تیار نہیں یہ گیم کھیلنے کو۔" حورب جاتے جاتے چلائی۔ بنیادی بڑبڑاتی رہیں۔ اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ گیم شروع ہوئی جلدی ہال پچیوں سے گونجنے لگا۔ حورب، شاماں اور جفار ایک پارٹی تھی اور اس وقت باری ان لوگوں کے سر تھی۔

"یا اللہ خیر!" اندر زنوزہ اور دھماکہ اور پھر چیخ بنیادی گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ دروازہ کھلا پھر ہال کی لائٹ جلی اور سب نے دیکھا۔ صوفہ اُلٹا ہوا تھا اور شاماں زمین اس کے نیچے تھیں۔ جلدی سے انہیں نکالا گیا چوٹ کچھ زیادہ تھی۔ وہ دوڑ بھاگ کے قابل نہیں رہی تھیں سو کھیل سے باہر ہوئیں۔

اس کے بعد دوبارہ اسٹارٹ لیا گیا۔ بنیادی بوا نے جانماز بچھائی اور بیمار ماسی جی کی جلد از جلد صحت یابی کی دعائیں مانگنے لگیں۔

اُدھر کچن میں بھاگ بھری بھی اسی بڑی گھڑی کو کوستے ہوئے بریانی اور نرگسی کوفتوں کی تیاری میں مصروف تھی۔ اس نے تو جیسے تیسے کھانا بنا ہی لیا مگر اُن میں سے کسی میں بھی کھانے کی ہمت نہیں تھی اکثریت زخمی تھی۔ اندرونی و بیرونی چوٹوں سے تیسیں اٹھ ری تھیں کسی کی ناک سوجی ہوئی تھی تو کسی کا ہونٹ۔ جفار کے پاؤں پر خاصی چوٹ آئی تھی اور وہ بار بار کہتا تھا

"یہ انتقامی کارروائی حورب نے کی ہے۔ یہ تھی تو میری ساتھی مگر مجھ ہی پر حملے کرتی رہی ہے۔"

"یہ بتاؤ میرے منہ پر تھپڑ کس نے مارا تھا۔؟"

مستقبل کے ڈاکٹر ارسلان صاحب رنجیدہ تھے۔

"ہاں! وہ آپ کا منہ تھا سوری، اپنی طرف سے تو میں نے شاماں کو مارا تھا۔" نوین نے جھٹ جرم کا اعتراف کر کے معافی بھی مانگ لی۔

"میرے بال کس نے کھینچے تھے؟" حورب نے پوچھا۔

"میں نے۔" حنا نے جھٹ کہا اور وجہ یہ بتائی کہ آپ میرے پاؤں پر سوار تھیں۔ منہ سے بولتی تو پکڑی جاتی سو بال کھینچنے پڑے۔

رفعوں پر ٹکور کرتے یہ سب رات کا کھانا کھانے
پیروں کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

صبح معمول سے کہیں لیٹ طلوع ہوئی بنیادی نے
ایک ایک کے کمرے کا دروازہ بجا یا دھمکیاں دیں
کوئی اثر نہیں ہوا۔ آخر گیارہ بجے کے قریب ان
لوگوں نے ڈائننگ ٹیبل سجانے کا حکم دیا۔ جفار ابھی
تک نہیں آیا تھا۔ بھاگ بھری کو اس کی طرف دوڑایا
کہ جاکر اطلاع دو، ناشتے پر حملے کا وقت بس ہوا ہی
چاہتا ہے اس نے آکر اطلاع دی۔

"منہ بنائے چپ چاپ سے کرسی پر بیٹھے ہیں،
میں نے جاکر اطلاع دی ذرا گھور کر مجھے دیکھا منہ سے
کچھ نہیں بولے۔" ابھی اس کا ارادہ مزید حال چال بیان
کرنے کا تھا کہ محترم خود چلے آئے۔ کرسی کھینچی۔ دھڑام
سے اس پر بیٹھے اور سامنے رکھی ہر چیز اٹھا کر اپنے
قریب رکھنے لگے۔

"یہ ناشتا ہم سب کے لیے ہے" شاماں نے آپ جو
آم کی کھٹی میٹھی چٹنی کی طرف ہاتھ بڑھتے دیکھا تو چلا اٹھی
حورب نے غور سے اس کی جانب دیکھا۔ لگتا تھا۔ ہاتھ
لیے بغیر صرف پانی کے چند چھینٹے منہ پر مار کر بغیر شیو
بنائے رات کے رنگ برنگ لباس میں تشریف لے
آئے ہیں۔

"خاری! تمہارے چہرے سے وحشت ٹپک رہی ہے"
اس نے انقارم کرنا ضروری سمجھا۔ مگر ادھر سے کچھ نہیں
کہا گیا۔ تیزی سے ناشتا ہوتا رہا۔

"لگتا ہے پھر دورہ پڑ گیا ہے" ارسلان نے
خدشے کا اظہار کیا۔

"ہیں انہیں دورے بھی پڑتے ہیں" جہاں لڑکیاں
(ماہین، نوین) پریشان ہوگئیں۔

"جی ہاں اکثر پڑتے ہیں" گھر کے تمام افراد غور
سے جفار کی صورت دیکھ رہے تھے۔

"زیادہ خطرناک تو نہیں ہو جاتے" وہ پریشان
تھیں۔

"نہیں بس ایسے ہی رہتا ہے"

"وہ تو پھر وہ جو لوگ آرہے ہیں۔ ان سے کون
نبٹے گا" نوین کو اپنی فکر تھی۔

"پریشان نہ ہوں۔ اس کیفیت میں زیادہ دیر نہیں
رہتے جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گے" چھوٹے فہد نے
اطمینان دلایا۔

"ایسا ہوتا کیوں ہے؟" ماہین نے جفار کو دیکھتے
ہوئے ارسلان سے پوچھا۔

"کیا مجھ پر ریسرچ بہت ضروری ہے" جفار کا
انداز حد سے زیادہ جھلایا ہوا تھا وہ بے چاری فوراً
سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"بس اب سارا دن اس سے بات نہ کرنا" حنا نے
ان دونوں کو سمجھایا۔

گھر کے افراد کے لیے تو جفار کا یہ رویہ معمولات میں
سے تھا انہیں اس کی اس وحشت اور سنگین چپ سے
کوئی پریشانی نہیں ہوئی تھی البتہ نوین، ماہین حیرت
میں تھیں اتنا بولنے ہنسنے ہنسانے والا لڑکا نہ صرف
ایکدم سے چپ ہو جائے بلکہ غصے میں بھی نظر آئے
تو بات واقعی اچنبھے والی تھی۔

وہ اس روز گھومنا نہیں ٹھہرا کمرے سے چابی اٹھائی
اور اپنی بائیک لے کر نکل کھڑا ہوا۔ نوین، ماہین اپنے
مشترکہ کمرے میں آکر اپنے چہرے کی جانب متوجہ ہوئیں
ایک دو گھنٹے خود کو سنوارنے بنانے میں لگے پھر ماہین
نیل پالش لے کر حنا کے پاس آبیٹھی۔

"تم لوگوں نے کبھی اس سے پوچھا نہیں کہ آخر اسے
ہو کیا جاتا ہے؟"

"شروع شروع میں پوچھنے کی کوشش کی۔ اس نے
نہیں بتایا پھر ہم نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔
ویسے تم فکر مند نہ ہو، یہ کوئی ایسا سیریس معاملہ نہیں ہے
میری امی کا خیال ہے بہت زیادہ سوچنے چلانے سے
اس کے اپنے اعصاب بھی تھک جاتے ہوں گے اس
لیے مہینے میں ایک آدھ بار بغاوت کر کے اسے چپ
رہنے پر مجبور کر دیتے ہوں گے جب کہ ہماری
بی بی جان کہتی ہیں کہ اس بچے پر کوئی اثر لگتا ہے ورنہ
کوئی عام انسان نہ تو اتنا سوچ چلا سکتا ہے نہ ہی اس
عمر میں بچوں کی طرح اچھل کود کر سکتا ہے"

"وہ تو تم سب ہی ایسے ہو"

"ہاں ہیں تو مگر ساری نہ کہیں ہی جاتا ہے اور
بی بی جان کہتی ہیں اگر جفار یہاں نہ ہو تو ہمیں سدھارنا

مشکل نہیں جب کہ اس کی تربیت ناممکن ہے۔"

"اس کی امی کہاں ہوتی ہیں کیا اور بھی بچے ہیں اُن کے؟"

"ہاں تین بیٹیاں ہیں اُن کی۔ جبار کے سوتیلے فیڈی ذرا روکھے سے ہیں۔ پھوپھو کم ہی آتی ہیں ہم لوگوں کے پاس۔"

"جبار کو یاد تو آتی ہوں گی۔" ماہین کو اس سے دلچسپی ہو رہی تھی۔

"پتا نہیں ویسے کبھی ذکر تو نہیں کیا۔ اس نے اور اُن کے یہاں آنے پر بھی کبھی بہت خوشی کا اظہار نہیں کیا۔ بس نارمل ہی ہوتا ہے۔"

"مجھے بہت حیرت ہو رہی ہے اس کے بدلے رویے پر۔"

"ارے گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ تم دیکھنا جب سارے شہر کی آوارہ گردی کے بعد شام کو گھر واپس آئے گا تو بالکل پہلے والا فاری ہوگا۔ تم اگر اُس سے صبح والے رویے کے بارے میں پوچھو گی تو تمہارا خوب مذاق اڑانے گا۔"

اور واقعی جب شام کو وہ واپس آیا تو چہرے پر بھی والا کوئی تاثر نہیں تھا۔ لاؤنج میں آکر پوری آواز سے ہیلو ایوری باڈی کا نعرہ بلند کیا۔ جواب میں ارسلان اور ریحان نے بھی مناسب و غیر مناسب القابات سے نوازا۔

"ابھی آتا ہوں۔" وہ کہہ کر ہنستا ہوا باہر نکل گیا۔

واپس ادھر آیا تو ہاتھ میں بھاپ اڑاتی گرم چائے کا کپ تھا۔ لباس تبدیل کیے بالوں میں برش اور نکھرے فریش چہرے کے ساتھ وہ کہیں سے بھی صبح والا خونخوار، بدمزاج، جھگڑالو جبار نہیں لگ رہا تھا۔

"بھوت اُتر گیا؟" چھوٹے فہد نے آگے جھک کر رازدارانہ سے مگر اتنی آواز میں پوچھا کہ باقی سب بھی سن سکیں۔ جبار نے شرارت سے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر اثبات میں گردن ہلا دی۔

"شکر ہے آپ کا موڈ ٹھیک ہو گیا ورنہ ہم تو ڈر ہی گئے تھے۔" نوین طویل سانس کھینچ کر بولی۔

"نہیں ڈرنے کی کوئی بات نہیں دورے کی کیفیت میں بھی بہت زیادہ بے قابو نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی پر حملہ کرتا ہے۔" ارسلان نے تسلی دی۔

"ڈاکٹر زبان سنبھال کر بات کرو ورنہ تمہارا سر بھی ٹوٹ سکتا ہے۔" جبار کو اچھا نہیں لگا۔ ہاتھ اُٹھا کر وارننگ دی۔

"اب چھوڑیں ان باتوں کو۔ یہ بتائیں کل جو مہمان آرہے ہیں، اُن کا کیا کرنا ہے؟" نوین کو یہی فکر تھی۔

"آپ کہیں تو اچار ڈال لیں ویسے مربے کی ترکیب بھی مجھے آتی ہے۔" ریحان ہنسا۔

"ہائے بچی میں بہت پریشان ہوں۔"

"آپ فکر نہ کریں یہ میرا اور دوسر ہے۔"

"اور کل جو پھر آپ کو دورہ پڑ گیا تو؟" نوین کی بات پر جبار نے آنکھیں نکال کر اُس کی جانب دیکھا اور وہ سچ مچ سہم گئی۔

"کمال ہے مس نوین! آپ بھی ان جھوٹوں کی باتوں میں آگئیں۔ میں آپ کو اتنا بے وقوف ہرگز نہیں سمجھتا تھا۔ افسوس صد افسوس۔"

"اچھا یہ افسوس وغیرہ بعد میں کر لینا۔ یہ بتاؤ آنے والوں کو کیسے بھگانا ہے؟" حورب نے پوچھا۔

"بابا لمبی چوڑی کہانی کیا ڈالنی ہے۔ کہہ دیں گے لڑکی پاگل ہے۔"

"ایں خوامخواہ!" نوین کو ترکیب پسند نہیں آئی جب کہ باقی سب کا خیال کامقار نظمہ ختم کرنے کے لیے اس سے اچھی ترکیب کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔

اگلے روز فون پر دوبارہ اُن سے آنے کو کہا گیا وہ تو تیار بیٹھے تھے کہہ دیا آج شام اپنے نورِ نظر کے ہمراہ تشریف لا رہے ہیں۔

"ریحان! تم بنیادی بوا کو شاپنگ کرانے لے جانا۔"

"جی نہیں۔ بالکل نہیں۔ تم چاہتے ہو۔ میں اس شاندار موقع پر غائب ہو جاؤں اور محروم رہوں۔ یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتا۔"

"اب مجھے نہ کہہ دینا میں بھی تیار نہیں ہوں۔" ارسلان نے بھی انکار کر دیا۔

"میں بھی نہیں جاؤں گا۔" فہد بولا۔

"ایک تو تم سب ڈھیٹ بیت ہو، بس پھر یہی ہو سکتا ہے کہ بنیادی بوا کو کچھ دیر کے لیے نیند کی وادیوں میں دھکیل دیا جائے بس ایک کپ چائے دی جائے گی اور وہ ایسی بانکماں ہو گی کہ پھر وہ خوابوں کے مزے لوٹتے

نہیں سکیں گی۔"
"چلئے والا کام جتنا ختم کر دو گی۔"
"ہائے فاری! تھپڑ ابھی میں مجھ سے ہر کام غلط ہو
"ہائے کہیں چوہے مار گولیاں ہی نہ ڈال دوں۔"
"اف توبہ ہر کوئی بڈھا حرام ہے، یہ بھی مجھے ہی کرنا پڑے
گا۔"
"مجھے تو ڈر لگ رہا ہے کہیں بنیادی بوا سوتے سوتے
ہمیشہ کے لیے ہی نہ سو جائیں۔" حنا کا ویسے ہی کبھی کبھی
خوفزدہ ہونے کو جی چاہنے لگتا تھا۔
"تو پھر ایسا کرتے ہیں۔ ہم سب ایک ایک گولی کھا کر
سو رہتے ہیں، وہ آئیں تو اٹھیں اور سویا ہوا محل دیکھ کر لوٹ
جائیں گے۔" جفار زچ ہو کر بولا تھا۔
"ہائے ہائے جلدی آؤ سب جلدی آؤ۔" چیختی چلاتی
کچورو بھاگ بھری دوڑی چلی آ رہی تھی۔
"کیا ہوا ہے؟" اتنی چیخ و پکار پر متوجہ ہونا لازمی تھا۔
"وہ بنیادی بوا کو کرنٹ لگا ہے۔ بڑا ہی زبردست حادثہ
کافی خراب ہے۔ اب تک تو شاید فوت ہو گئی ہوں گی۔"
بھاگ بھری باقاعدہ رونے لگی۔ آگے پیچھے سب بھاگے
ارسلان نے جا کر چیک کیا اور خوشخبری سنائی کہ ابھی زندہ
ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب اپنے پرانے حال میں
لوٹ آئیں گی۔
"چلو بنیادی بوا والا مسئلہ تو خود ہی حل ہوا۔" جفار کہا۔

شام کو جب مہمان گھر آئے تو بنیادی بوا آرام فرما
تھیں۔ ڈاکٹر ارسلان نے سختی سے کہا تھا کمرے سے باہر
قدم نہیں رکھنا۔ اس حالت میں سورج اور چاند دونوں
کی روشنی نقصان دہ ہوتی ہے۔ سو انہوں نے تمام کھڑکیاں
دروازے اچھی طرح بند کرنے کے بعد پردے بھی کھینچ
لیے تھے۔
مہمان تشریف لائے۔ خاتون خاصی فربہی مائل اور
ناک چڑھی سی تھیں۔ کسی نازک حسینہ کی مانند بڑے
انداز سے قدم اٹھا رہی تھیں۔ میک اپ بھی اچھا خاصا
کیا ہوا تھا۔ ان کے مقابلے میں صاحب سیدھے سادے
معصوم گول مٹول ٹھگنے سے تھے اور ساتھ میں صاحبزادے
بھی تھے۔ پرسنالٹی تو بس ٹھیک ہی تھی مگر شرمایا شرمایا
انداز اور ساتھ میں جلدی جلدی ہر شے دیکھ لینے کی
کوشش میں اچانک اٹھنے اور تیزی سے گھوم کر واپس
جھک جانے والی نظر قیامت ڈھا رہی تھی۔ حورب اور
شاماں سے ہنسی روکے نہیں رک رہی تھی۔
"آپ میں سے نوین کون ہے؟" انہوں نے اشتیاق کے
عالم میں دریافت کیا۔
"اللہ نہ کرے جی ہم کیوں ہوں۔ وہ تو اندر بیٹھی آٹھ
آٹھ آنسو بہا رہی ہیں۔"
"بزرگ کہاں ہیں آپ کے؟" خاتون شاید نوجوان نسل
سے بات کرنا اپنی توہین سمجھتی تھیں کہ انداز ایسا ہی تھا۔
"آنٹی ہماری ایک بزرگ بیمار ہو گئی ہیں، ان کی عیادت
کو گئے ہیں۔ آپ کے آنے سے پہلے ہم یہی بات کر رہے
تھے کہ آپ لوگ ہمارے لیے خاصے منحوس ثابت ہو رہے
ہیں۔ جس روز رشتے کی بات شروع ہوئی۔ ماسی جی بیمار
ہو گئیں۔ آج جب آپ نے تشریف لانا تھی بنیادی بوا
کرنٹ کھا کر قبیں ہوتے ہوتے بچیں۔ میں سوچ رہا ہوں
جس روز رشتہ طے ہو گا۔ اس روز تو قیامت ہی آ جائے
گی۔" جفار نے تفصیل سے اپنی بات کی وضاحت کی۔
تینوں کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔
"آپ کون؟" خاتون نے ٹیڑھے لہجے میں دریافت
کیا۔
"یہ اپنی تعریف آپ ہیں۔" ریحان نے مسکرا کر فرمایا۔
"اور آپ؟" وہ ادھر متوجہ ہوئیں۔
"یہ بڑی خرافات ہیں۔" اب کے جفار نے فرمایا خاتون
بل کھا کر رہ گئیں جب کہ حضرت مزے سے بیٹھے پان
سے شغل فرماتے رہے۔
"آنٹی! آپ کا جوڑا تھوڑا ٹیڑھا ہے۔" حنا نے اچھی
طرح جائزہ لیتے ہوئے اعتراض کیا۔
"لپ اسٹک کا یہ شیڈ آپ کی سانولی رنگت کے لیے
مناسب نہیں۔ آپ چاکلیٹ کلر استعمال کیا کریں شاید
کچھ فرق پڑ جائے۔" شاماں بولی۔
"آپ لوگوں کو بڑوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں؟"
انہوں نے تیز لہجے میں دریافت کیا۔
"بڑا؟ کون بڑا؟ ہم تو ان صاحب کی بیگم ہونے کی وجہ
سے آپ کو آنٹی کہہ رہے ہیں ورنہ آپ کی عمر تو ہم سے
تھوڑی ہی زیادہ ہو گی۔" کہنے کے ساتھ ہی مس حورب
قہقہہ لگا کر ہنس پڑیں۔

"امی چلیں یہ تو بہت ہی فضول قسم کے لوگ ہیں۔" صاحبزادے کا ضبط جواب دے گیا۔

"ہائیں یہ آپ کے بیٹے ہیں یعنی کہ سگے والے بیٹے۔" لڑکیاں حیران تھیں اور جفار کہہ رہا تھا۔

"ضرور سوتیلے ہوں گے۔ یہ صاحب شکل ہی سے عاشق مزاج، رنگیلے سے لگ رہے ہیں۔"

"میاں صاحبزادے! آپ کو کسی نے تمیز نہیں سکھائی۔" انہوں نے جفار پہ اپنی گول گول آنکھیں جماتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"تمیز کو چھوڑیے بڑے میاں! آپ یہ بتائیں اصل چکر کیا ہے۔ اب تک کتنی نکاح میں ہیں اور کس کس کو چلتا کیا ہے؟"

"ابا جان! مجھے تو یہ مینٹل ہاسپٹل لگ رہا ہے۔" بردہ کھوے لیے آنے والے حضرت اب بیزار تھے۔

"آپ یہاں داخل ہونے آئے ہیں کیا؟" شاماں نے جھٹ سوال کیا۔

"آپ کا کیس سیریس ہے ہم فیس زیادہ لیں گے۔" جفار نے نظروں ہی نظروں میں جانچتے ہوئے افسردہ انداز میں بتایا۔

"چلیے بیگم! بہت ہو گئی۔" صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بیٹھیے تو! ابھی چائے آ رہی ہے۔" خاتون اٹھنے لگیں تو فہد نے ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا۔

"ہمیں نہیں پینی چائے وائے۔" صاحبزادے چلائے۔

"تو جائیں آپ کو کون روک رہا ہے، مگر انکل آنٹی تو پیسے بغیر نہیں جا سکتے۔" ارسلان کا لہجہ پُراسرار تھا۔ خاتون نے گھبرا کر اپنے شوہر نامدار کی جانب دیکھا۔

"واہ کیوں نہیں جا سکتے۔ کوئی دھونس ہے؟"

"آپ تو چپ رہیں انکل! ان معصوم خاتون کو دھوکے میں رکھا۔ ابھی بھی میں دیکھ رہی تھی عینک کے پیچھے سے آپ انہیں گھور رہے تھے۔" حنا کی بات پر خاتون نے ایکدم سے چونک کر اپنے شوہر کی جانب دیکھا۔ وہ جو جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے تھے ان جلالی اور تھکوک بھری نظروں کی تاب نہ لا کر پھر سے پرڈھے گئے۔

"آپ بیگم آپ کن کی باتوں میں آ رہی ہیں یہ لڑکیاں تو آفت کی پرکالہ ہیں۔"

"ہوں تو یہاں تک اندازے لگا لیے خوب بہت خوب! جفار صاحب نے گمبھیر لہجے میں داد دی۔

"تم چپ رہو بدتمیز لڑکے! تمہیں شرم نہیں آتی بزرگوں سے اس طرح بات کرتے؟"

"دیکھ لیجیے خاتون! آپ کی حمایت مجھے کتنی مہنگی پڑ رہی ہے۔"

"امی! امی! آپ تو واقعی ان لوگوں کی باتوں پر غور کرتی محسوس ہو رہی ہیں۔ خدارا نکلیے اس عجائب خانے سے۔"

"جی جلدی جائیے اور انہیں چڑیا گھر چھوڑ کر آئیے۔ یہاں ان کا دل گھبرا رہا ہے۔" یہ کہتے ہوئے ریحان اندر چلا آیا پیچھے ٹرالی میں چائے کے برتن سجائے ماہین چلی آ رہی تھی۔

"ہاؤ فنی، سانولی رنگت اور اس پر اورنج شیڈ والی لپ اسٹک۔" ماہین نے آتے ہی چیخ کر کہا۔ فہد نے گھبرا کر چہرے پر ہاتھ رکھ لیا۔

"انہیں کچھ نہ کہو ڈیئر! یہ پہلے ہی بہت ڈسٹرب ہیں بڑی بڑی ہوئی ہے ان کے ساتھ۔" ماہین نے حورب سے چائے بنانے کو کہا اور خود جفار کے پاس آ بیٹھی۔

"اے مسٹر کیا نام ہے آپ کا؟"

"یہ نوین کی بہن ماہین ہیں۔" ارسلان نے مسکرا کر بتایا۔

"تو میں کیا کروں؟" ساری دلچسپی ہوا ہو چکی تھی۔

"چپکے سے نظر گھما کر انہیں بھی دیکھ لیں۔" حنا کا مشورہ نفیس تھا۔ وہ بھنا گئے۔

"چلیے امی! بہت ہو چکی۔"

"ہاں ہاں چلو۔ میں تو خود یہاں رکنا نہیں چاہتی مگر ان کا جی نہیں چاہ رہا۔ لڑکیوں کو گھورے جا رہے ہیں۔" خاتون کا غصہ عروج پر تھا۔

"ہائیں ہائیں بیگم! یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔ ساری عمر کی ریاضت مٹی ہو گئی۔ میری وفاؤں کا یہ صلہ دیا آپ نے؟" محترم سٹپٹا کر پیچھے لپکے۔

"چائے تو پیتے جائیں۔" حورب نے پکارا۔

"پھر ہم رشتہ پکا سمجھیں۔" ارسلان بھاگ کر راستے

ہی آگیا۔
"ہم لعنت بھیجتے ہیں ایسے رشتے پر۔" لڑکے نے پوری آواز سے کہا۔
"ہم بھی لعنت بھیجتے ہیں۔" جعفار چائے کے کپ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے اطمینان سے بولا۔
"چلو بیگم! اب مزید ان کے منہ نہیں لگنا چاہیے۔ ان ساری عمر کی محنت تباہ ہوئی۔ میری پاک دامنی پر شک کیا۔ میں کبھی معاف نہیں کروں گا۔"
"ڈانیلاگ اچھے بول لیتے ہیں بڑے میاں آپ۔"
"ہاں بھئی آخر تجربہ ہے اتنے برس کا۔" پھر قہقہے گونجنے لگے۔ جہاں جان بچا کر بھاگ نکلے۔
"جاؤ ماہین نوین کو بلا لاؤ۔ اس کو بتاؤ مشن میں ہنڈرڈ پرسنٹ کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ آکر اس خوشی میں چائے پی لے۔"
"آپ سب واقعی بے پناہ خوبیوں کے مالک ہیں خاص کر جعفار آپ کی تعریف کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔"
"شکریہ بہت شکریہ زیادہ تعریف نہ کرو۔ میں مغرور بہت جلدی ہو جاتا ہوں۔" چمچیں کی پلیٹ اٹھا کر اپنے قریب رکھ لی۔
"اب یہ سوچو کہ بی بی جان اور باقی بزرگوں سے کیا کہنا ہے۔ ابو اور انکل بھی بس آنے ہی والے ہوں گے۔" حور بے کو اب فکر لاحق تھی۔
"ماموؤں کی تو بات ہی نہ کرو، ان معصوموں کو اس قصے کا کچھ پتا ہی نہیں۔ باقی رہ گئیں بی بی جان اور آنٹیاں تو ان سے بھی نپٹ لوں گا۔ تم لوگوں سے پوچھیں تو کہہ دینا۔ ہمیں نہیں پتا کھاتے جاتے جعفار سے کچھ کہہ کر گئے تھے۔"
"دیکھیں بہانہ بے حد معقول سا ہونا چاہیے۔" نوین نے سمجھایا۔
"مجھ پر اعتبار نہیں تو خود کچھ کہہ دینا۔"

خیال تھا کہ بی بی جان وغیرہ تقریباً ہفتہ بعد ہی لوٹیں گے مگر وہ لوگ اگلے روز ہی واپس پہنچ گئے اور وہ پیکٹ خواب و خیال ہوئی۔ جس کا پروگرام ابھی ابھی سیٹ کیا گیا تھا۔

"کیا حال تھا ماسی جی کا؟" سب سے پہلے بنیادی بوا نے پوچھا جب کہ نوجوان پارٹی کھسکنے کے چکر میں تھی۔
"فون کس نے سنا تھا؟ بنیادی کی بات سنی ان سنی کر کے بی بی جان نے ان لوگوں کی جانب گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔
"جعفار نے سنا تھا۔ بی بی جان! شاماں نے بڑے ادب اور حوصلے کے ساتھ جھوٹ بولا اور جعفار صاحب اچانک پڑنے والی افتاد پر گھبرا سے گئے مگر اب انکار بھی ممکن نہیں تھا۔
"ہوں تو تم نے سنا تھا پھر کیا اطلاع دی گئی تھی؟" وہ پوری طرح اس کی جانب متوجہ تھیں۔
"وہ نانو جی آواز کچھ صاف نہیں تھی ٹھیک سے سنائی نہیں دے رہا تھا بس بزرگ خاتون اللہ رحم کرے زندگی اک فسانہ ہے۔ قسم کے جملے کچھ صاف سنائی دیے تھے۔ میرا دھیان فوراً ماسی جی کی طرف گیا آپ لوگوں کو بتا دیا مگر آپ کے جانے کے بعد مجھے خیال آیا تھا کہ رانگ نمبر بھی ہو سکتا ہے۔" وہ پورے اعتماد کے ساتھ کہہ رہا تھا۔
"اگر مجھے پہلے علم ہو جاتا کہ فون تم نے سنا ہے تو کبھی نہ جاتی۔" مارے غصے کے اُن کا چہرا یکدم سے سرخ ہو گیا۔
"کیوں نانو کیا کچھ غلط سن لیا میں نے۔"
"بس بات مت کرو تم۔ اُف ایک تمہاری بے وقوفی کی وجہ سے کس قدر خوار ہوئے۔ ہڈیاں چرا گئیں میری تو۔ بنیادی! جلدی سے چائے لے کر آؤ۔" وہ اپنے بیڈ پر آ بیٹھیں۔
اور بڑی حماقی بتانے لگیں "جب ہم گاؤں پہنچے ماسی جی کے ـــ گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا وہ سامنے ہی بیٹھی ہیں اور ماش کی دال کی بڑیاں بنا رہی ہیں۔ ہمیں دیکھتے ہی سخت حیرت اور خوشی کا اظہار کیا۔ بار بار پوچھتی رہیں کہ تم لوگ کیسے راستہ بھول پڑے۔ ہم نے کہہ دیا۔ بس آپ کو دیکھنے کو جی چاہ رہا تھا سو چلے آئے۔"
"ہاں بھئی ظاہر ہے اب وہ بالکل ٹھیک ٹھاک سامنے بیٹھی تھیں۔ ہم کیسے کہہ دیتے آپ کی بیماری کی خبر سن کر آئے ہیں۔" چھوٹی حماقی بھی بولیں۔

آنٹی ماہ لقا اپنی بیٹیوں سے خیر خیریت معلوم کرنے میں لگی رہیں۔

"جفار! مجھے یقین ہے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔" بی بی جان ابھی تک مشکوک تھیں۔

"مجھے یقین ہے کہ آپ مذاق میں ایسا کہہ رہی ہیں ورنہ آپ کو یقین ہے کہ میں نے سچ بولا تھا۔" وہ مسکرا کر قریب آ بیٹھا اور ان کے شانے دبانے لگا۔ ان کے چہرے پر خفگی کا تاثر ہنوز برقرار رہا۔

"اُن لوگوں کو آنے سے منع تو کر دیا تھا ناں؟" چھوٹی خالہ کے پوچھنے کی دیر تھی حور بی کو کوئی کام یاد آ گیا ارسلان اور شاماں یونہی اُٹھ کھڑے ہوئے حنا باتھ میں پکڑی کتاب کھول کر اُس میں گم ہو گئی۔ فہد اور ریحان جفار کی طرف دیکھنے لگے۔

"ہیں بتایا نہیں۔ کیا کہا انہوں نے؟"

"کچھ نہیں آنٹی دراصل وہ لوگ ہمارے فون کرنے سے پہلے ہی چلے آئے تھے۔" ماہین نے گھبرا کر وضاحت کی اور پھر وہ بھی جفار کی جانب دیکھنے لگی۔

"اسے جواب کیوں نہیں دیتے تم لوگ۔" اب تو سبھی کو تشویش ہوئی۔

"ہمیں نہیں پتا جفار سے کہہ کر گئے تھے۔" شاماں نے آخر کہہ ہی دیا۔

"کیوں جفار تو بولتے کیوں نہیں؟" بی بی جان سیدھی ہو کر بیٹھ گئیں۔

"کمال ہے بار بار ایک ہی بات دہرائے جا رہے ہیں۔ یہ بھی خیال نہیں کہ لڑکی یہاں موجود ہے اُس کے سامنے بات کروں گا تو شرما جائے گی یہاں تو منہ چھپانے کو بھی جگہ نہیں ہے۔ کم از کم اُس بے چاری کا ہی احساس کر لیں آپ لوگ۔"

اصل میں جفار کو ابھی تک اس بارے میں سوچنے کا موقعہ ہی نہیں ملا تھا پھر ان سب کی اتنی جلد واپسی کی اُمید بھی نہیں تھی۔

"چلو ماہین اور نوین جا کر دیکھو۔ حور بی کیا کر رہی ہے۔" آنٹی نے اُسی وقت اپنی دونوں بیٹیوں کو کمرے سے اُٹھا دیا پھر بی بی جان سے بولیں۔

"خالہ سچ کہتی ہوں آپ کا نواسا بڑا ہی رکھ رکھاؤ والا اور ذہین ہے۔"

لو جو بات ہمیں سوچنی چاہیے تھی۔ اس کا خیال بھی اسے آیا۔" بی بی جان نے ماہ لقا کی تعریفوں پر کچھ نہیں کہا۔ جفار سے کہنے لگیں کہ وہ ان لوگوں کے بارے میں تفصیل سے بتائے۔

"ٹھیک نہیں ہیں۔" وہ اتنا کہہ کر چپ ہو گیا۔

"کیا ٹھیک نہیں ہیں؟"

"وہی تینوں جو یہاں آئے تھے اور اُمید ہے باقی خاندان بھی کچھ ایسا ہی ہو گا۔"

"کیا کہہ رہے تھے؟"

"کہنا کیا ہے نہ صرف وہ لڑکا بلکہ اس کے ابا حضور بھی ——— ہمارے خاندان کی لڑکیوں کو گھور گھور کر دیکھ رہے تھے۔ اُن کی بیگم جتنی دیر بیٹھی رہیں —— اپنے شوہر کی جفا جوئی کے قصے سناتی رہیں یہاں ہمارے سامنے دونوں کی آپس میں لڑائی ہوئی۔ نوین کو دیکھتے ہی وہ حضرت فرمانے لگے۔ اماں میں تو اتنی کالی لڑکی سے شادی نہیں کروں گا۔"

"اے دفع دور۔ میری بیٹی کالی کب سے ہو گئی بس ذرا نمکین سی ہے۔ ضرور اُس کمبخت کی نظر کمزور ہو گی۔"

"ہاں۔ بھینگی کا چھچھا بنا کر دیکھ رہے تھے۔"

"سچ کہہ رہی ہیں خالہ جان! کیا زمانہ آ گیا اس کے لیے حور پری چاہیے۔" آنٹی ماہ لقا چمک کر بولیں۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں آپ بس چپ کر کے سنتی جائیے۔" جفار اسٹارٹ ہو چکا تھا۔ اب رُکنا مشکل تھا۔

"نہیں سُننا کچھ بھی نہیں میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ ایسے لوگوں میں تو بیٹی کبھی نہ بیاہوں گی۔ لو اور سنو بڑے میاں بیگم کی موجودگی میں پرائی بیٹیاں تاکتے ہیں اور اندھے حور پری مانگتے ہیں۔ خدا کی مار ایسے لوگوں پر۔ میری بیٹی کے لیے رشتوں کی کمی تھوڑی ہے۔"

"جی ایک چھوڑ ہزار ملتے ہیں۔" جفار نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اے خالہ جان! آپ کا یہ نواسا خیر سے آج کل کیا کر رہا ہے؟"

"لے بی بی! یہ تو جب سے میرے پاس ہے ایک ہی کام کر رہا ہے، پہلے بچہ تھا اب جوان ہے مگر حال ہے جو عادتیں بدلی ہوں۔" بی بی جان کا انداز ناراضگی

والا تھا تیکا آنٹی نے پروا نہیں کی۔ کہنے لگیں۔
"فاری کبھی آڈنان ہمارے پاس۔ سچ ہمارا شہر بڑا خوبصورت ہے اور وہ ماہین، نوین کو کچھ شاپنگ کرنا تھی شام کو ساتھ لے جانا۔"
اُدھر انکار اِدھر اصرار، اب جفار کا ماتھا ٹھنکا ہو نہ ہو یہ آنٹی سیاہ لقا مجھے پھانسنے کے چکر میں ہیں۔ اوہ یہ تو بہت بُرا ہوگا۔ نوین کا وہ جوا مریکہ میں بیٹھا ہے بد دعائیں دے دے کر میری زندگی اجیرن کر دے گا۔ یہ آنٹی تو ضرورت سے زیادہ پھرتیلی ہیں۔
"آنٹی شام کو تو مجھے اپنے ایک دوست کی طرف جانا ہے آپ ارسلان سے کہیے گا۔ وہ شاید مان جائے۔"
"ہاں تم کوئی کام نہ کرنا گھر آئے مہمانوں کا ہی خیال کر لو۔ میں پوچھتی ہوں۔ ایسا کونسا کام پڑ گیا ہے تمہیں دوست سے۔" بی بی جان فوراً سے پیشتر شروع ہو گئی تھیں۔
"وہ دراصل میرا دوست بیمار ہے۔ اس لیے جانا بہت ضروری ہے۔ میرا خیال ہے ارسلان مان ہی جائے گا۔"
"ہاں بھئی کیوں نہیں مانے گا۔ میرا بیٹا بڑوں کی بات کبھی نہیں ٹالتا۔" بڑی خانی نے فوراً اپنے بیٹے کی تعریف کی۔ جفار ایک دم سے چپ سا ہو گیا پھر اُٹھ کر ہال میں باقی پارٹی کے پاس آ بیٹھا۔
"کیوں پھر کیا کہا تم نے اُس لڑکے کے بارے میں۔" سبھی قریب آ بیٹھے۔
"پہلے یہ بتاؤ مجھے کیوں۔ اکیلا چھوڑ کر بھاگ آئے تھے۔"
"یار! خود ہی تو کہا تھا تم نے کہ اس معاملے کو مجھ پہ چھوڑ دو۔ بھول گئے کیا۔"
"نہیں یاد ہے مجھے مگر یہ تو نہیں کہا تھا کہ ساری ذمہ داری مجھ پر ڈال کر خود اُٹھ کر چل پڑنا اور یہ صرف آج نہیں ہوا۔ ہمیشہ ہوتا ہے۔"
"کیا بات ہے موڈ آف کیوں ہے۔" انہوں نے محسوس کر لیا۔ اس نے جواب نہیں دیا۔ دایاں بازو سر کے نیچے رکھ کر لیٹ گیا۔
"لگتا ہے، ناکامی ہوئی ہے۔ اب کیا ہوگا۔" جوزیب فکر مند تھی۔
"میرا ویاہ ہوگا۔" وہ بڑبڑایا۔ "ہیں واقعی سچ کہہ رہے ہو فاری! کیا بی بی جان گاؤں میں تمہارا رشتہ تکا کر آئی ہیں؟ شاماں چھلانگ لگا کر قریب گئی ایسا ہی ہوا ہے۔" اسے خاموش دیکھ کر باقی سب نے یہی خیال کیا کہ انہیں گاؤں کی لڑکیاں پسند نہیں۔ ثریان اس کے چہرے کے تاثرات پر غور کرتے ہوئے لب چبانے لگا۔ ادھر اب بھی وہی جامد خاموشی تھی۔
"اس وقت شاک کی کیفیت ہے۔ تھوڑی دیر بعد پوچھیں گے۔ ویسے بی بی جان نے یہ اچھا نہیں کیا۔ کہاں گاؤں کی وہ اُجڈ مٹیار اور کہاں میرا اتنا خوبرو جوان۔"
ارسلان کو ترس آ رہا تھا۔ اور بڑی دیر بعد جا کر جفار نے بتایا کہ بی بی جان اس قصے میں بے قصور ہیں۔ اسے پھانسنے کا پلان تو آنٹی سیاہ لقا نے بنایا ہے۔
"اور وہ جو امریکہ میں بیٹھا ہے اس کا کیا بنے گا؟"
"اس کا تو کچھ نہ کچھ بن ہی جائے گا۔ یہ بتاؤ میرا کیا بنے گا۔ ہائے کتنا ترس آ رہا ہے مجھے خود پر۔"
"تو سوچو ناں کوئی ترکیب۔ تمہارا دماغ اس وقت کیوں چالو نہیں ہو رہا؟"
"بس میں ذرا غصے میں ہوں اور ایسے میں کوئی بات ذہن میں نہیں ٹکتی۔ غصہ اُتر جائے پھر سوچیں گے۔" وہ اُٹھ کر اپنے کمرے میں چلا آیا۔ جاتے جاتے سنا جوزیب کہہ رہی تھی۔
"ہائے بے چارا فاری! کیسا زندگی ہو گی اس کی بھی۔ بیوی سارا دن رو رو کر محبوب کو یاد کیا کرے گی اور یہ اپنی بدنصیبی پر صرف اس لیے آنسو نہ بہا سکے گا کہ مرد کی آنکھ پہ حرف آئے گا۔"
"اسے چاہیے ایسا وقت آنے سے پہلے خودکشی کر لے۔ آہ جوان موت۔" حنا کی آنکھیں ابھی سے بھیگنے لگیں۔
ذرا دیر بعد یہ خبر نوین کو بھی سنا دی گئی وہ تو سنتے ہی پہنچ گئی جفار کے کمرے میں۔ دھاڑ سے دروازہ کھولا اور سیدھی اندر۔ وہ بیڈ پہ اوندھا لیٹا کچھ آگے کو جھک کر قالین کے پھول پتے دیکھتے ہوئے جانے کیا سوچ رہا تھا اس دھماکے سے سارے خیالات منتشر ہوئے اور سیدھا ہو بیٹھا۔
"کیا ڈاکو گھس آئے ہیں؟" جفار اس کی حالت دیکھ کر بولا۔
"ڈاکو تو آپ ہیں جو میرے دل کی دنیا برباد کر رہے

ہیں۔ میرے ارمانوں کو لوٹ رہے ہیں۔"

"میں حیرت یقینی تھی ادھر آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب اور تیور جارحانہ تھے۔

"جی آپ اور اب زیادہ معصوم نہ بنیں۔ مجھے پتا ہے آپ کتنے چالاک ہیں۔"

"مگر میرا قصور تو بتاؤ۔" اب وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔

"قصور۔ خوب یہ آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ میں پوچھتی ہوں جب آپ جانتے تھے کہ میری چاہت کوئی اور ہے۔ میں کسی اور کی تمنا کرتی ہوں تو پھر اپنی آنکھوں میں میرے خواب کیوں سجائے۔ کیوں مجھ سے محبت کر بیٹھے۔"

"لاحول ولا۔ یہ کیا کہہ رہی ہو نوین کیا میں پاگل ہوں یا پھر اندھا جو تم سے عشق لڑا بیٹھوں۔" جفار کا اشارا اُس کی صورت کی جانب تھا کوئی اور وقت ہوتا تو محترمہ ضرور بُرا مانتیں مگر اب تو جوش کے عالم میں انہوں نے کچھ دھیان ہی نہیں دیا۔

"اب زیادہ بنیں نہیں۔ سب سمجھتی ہوں۔ میری امی کو آپ نے ہی اشارا دیا ہوگا اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ ضرور کوئی نہ کوئی بات بنا کر ٹال جاتے۔ میں سمجھ رہی ہوں۔ جفار دل آپ کا بے ایمان ہو رہا ہے۔"

آنسوؤں کی روانی میں تیزی اور لہجے میں رقت آگئی۔

"اُف تو یہ کتنی پاگل ہو تم۔ بابا میں اس مسئلے کا حل ہی تو سوچ رہا تھا۔ تم نے آکر ڈسٹرب کر دیا۔"

"جی ہاں، پہلے تو جیسے آپ ساری دنیا سے الگ ہو کر پلان بناتے رہے ہیں ناں۔ آپ بڑے خراب نکلے۔ مجھے یہ اُمید ہرگز نہ تھی۔" چہرا ہاتھوں میں چھپا لیا۔

"خوش فہمی کی بھی حد ہوتی ہے نوین صاحبہ! جب میں کہہ رہا ہوں کہ ابھی میرا دماغ ٹھیک سے کام کر رہا ہے۔ نہیں کی میں نے کوئی ایسی حرکت تو مان کیوں نہیں لیتیں۔ سنو تم آج ہی اُن حضرت کو فون کرو اور کہو کہ باقاعدہ رشتہ بھجوائے۔ اگر اصلی رشتہ دار نہیں تو پیسے دے کر بنالے اور یہاں بھیج دے ورنہ آنٹی ضرور کوئی تماشا کھڑا کر جائیں گی اور میں تو جیتے جی مر جاؤں گا۔"

"تو کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں۔" آنسو پونچھتے ہوئے تصدیق چاہی۔

"یقین کرو میرا ایسا ارادہ مر کر بھی نہیں ہو سکتا۔"

"اوہ تھینک گاڈ۔" وہ لمبا سانس لے کر بیٹھ گئی۔

"مجھے نہیں پتا تمہاری امی میرے ہی بارے میں سوچنے لگیں گی۔ خوامخواہ پھنس رہا ہوں میں تو۔ اور وہ جو میری نانی اور خالہ ہیں ناں۔ انہوں نے تو فوراً تیار ہو جانا ہے۔ کل کی ہوتی آج ہو جائے گی پھر میری شادی۔ تم بات کرو اُس بے وقوف سے۔ اور پوچھو آخر چاہتا کیا ہے۔ بلکہ ایسا کرو۔ میری بات کرواؤ اس گھامڑ سے۔"

"کروا دوں گی آپ کی بات۔" نوین ایکدم سے ناراض دکھائی دینے لگی۔

"یہ اب تمہیں کیا ہوا؟ کہا تو ہے، میرا ایسا بالکل کوئی ارادہ نہیں ہے اگر ہمارا نکاح ہوا تو صرف چاچو کی ٹوک پر ہی ہو سکے گا ورنہ تو میں نہیں ماننے والا۔"

"ہاں تو یہی تو میں آپ سے کہنا چاہ — رہی ہوں کہ آپ مسلسل میری انسلٹ کر رہے ہیں۔" وہ زور سے بولی۔

"ہا، مگر کیسے؟" جفار کی حیرت بہت زیادہ تھی۔

"کیا میں اتنی بُری ہوں کہ آپ جانتے بوجھتے مجھ سے شادی — نہیں کر سکتے۔ اگر ایسا ہوا تو آپ جیتے جی مر جائیں گے، پھنس کر رہ جائیں گے۔ ٹھیک ہے آپ میرے اچھے دوست ہیں۔ ہمدرد مگر ایسی باتیں کر کے آپ کو میری توہین کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔"

"اچھا بابا! اچھا! چلو سوری کر لیتا ہوں۔ جاؤ اب مجھے کچھ سوچنے دو۔" وہ پیر پٹختی کمرے سے چلی گئی۔ جفار نے سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

"اوہ میرے اللہ کیسا ذہن پایا ہے ان محترمہ نے، نہ ایسے خوش ہیں نہ ویسے۔ شکر ہے جلدی ٹل گئیں ورنہ میں تو گھوم کر رہ جاتا۔"

شام کو صرف ان لوگوں سے بچنے — کی خاطر وہ دوست کی طرف چلا گیا ورنہ تو نانی جان ضرور اسے ان لڑکیوں کے ساتھ روانہ کر دیتیں اور آنٹی ماہ لقا کے دل میں اس کے لیے مزید جگہ بن جاتی جو وہ ہرگز نہیں بنانا چاہتا تھا۔

دوست کے ہاں پہنچا تو علم ہوا وہ گھر پر نہیں۔ واپسی کا ارادہ کیا تو اُس کے دادا جان نے روک لیا۔ مارے مروت کے اسے بھی رُکنا پڑا۔ اصل میں وہ بیچارے بوڑھے ریٹائرڈ آدمی تھے۔ کوئی ان کی باتیں سننے کو وقت نہیں نکال سکتا تھا۔ جفار اپنے دوست عباس کی طرف جاتا تو ان کے پاس بھی بیٹھ جاتا وہ بہت پیار

کرتے تھے اس سے۔ آج بھی بٹھا لیا اور لمبی کہانی شروع شروع ہو گئی۔

"فاری کدھر ہے بنیادی اُسے کہو دونوں لڑکیاں تیار ہیں۔ انہیں ساتھ لے کر بازار چلا جائے۔"

"بی بی جی! فاری میاں تو کب کے جا چکے ہیں۔" بنیادی بوا کے اُٹھنے سے پہلے ہی بھاگ بھری نے بتا دیا۔

"ہائیں! کہاں گئے ہیں وہ جناب! انہیں تو ان دونوں کے ساتھ جانا تھا۔" بی بی جان کا انداز تفکر، غصہ اور غصے سے بھرپور تھا۔ "پتا نہیں جی تیار شیار ہو کر دوپہر ڈھلتے ہی نکل گئے تھے۔ میں نے پوچھا تو کہنے لگے۔

یارو میں بڑا پریشان
اک لڑکی جوان نہ جان نہ پہچان
میرے پیچھے پیچھے آئے جاؤ میری جان

بس جی پھر چلے گئے۔"

بی بی جان! وہ چند لفظوں میں اپنی بات کی وضاحت کر گیا ہے۔"

"ہر وقت اول فول بکنے کی تو اسے عادت ہے۔ تم اس میں سے عقل کی بات ڈھونڈنے لگے۔" ارسلان نے تو موقعہ دیکھ کر اپنی جانب سے بڑی اچھی بات کی تھی مگر بی بی جان کچھ سننے کو تیار نہیں تھیں۔

"بی بی جان ایک خوشخبری۔" ریحان بھاگتا ہوا آرہا تھا شاید

"کیا ہو گیا؟" انہوں نے بیزاری سے کہا کہ ان لوگوں کی نظر میں جو خوشخبریاں ہوتی تھیں۔ اُن کا مفہوم اکثر ان کے خیال میں کچھ اور ہوتا تھا۔

"فون آیا ہے بانو پھوپھو کا عنقریب اپنی صاحبزادیوں کے ہمراہ تشریف لا رہی ہیں۔"

"ارے میری بیٹی آرہی ہے۔ واقعی یہ تو بہت خوشی کی بات ہے ریحان بیٹا! تم نے پوچھا نہیں کہ کب تک آرہی ہے۔" مارے خوشی کے بی بی جان کا چہرا چمکنے لگا تھا۔ دونوں بہوئیں بھی خوش تھیں۔ البتہ ماہ لقا خاموش سی بیٹھی تھیں۔

"صدیق بھائی بھی آرہے ہیں کیا؟" ریحان کی امی نے پوچھا۔

"نہیں، وہ بزنس کے سلسلے میں کراچی گئے ہیں کوئی میٹنگ تھی اُن کی۔ پھوپھو کہتی تھیں ہیں اور تینوں لڑکیاں بڑی بے چینی سے کل کا انتظار کر رہی ہیں۔"

"ہاں بھئی اب تو ہم بھی اُن کے ساتھ اس انتظار میں شریک ہو گئے ہیں۔" چھوٹی بہو مسکرائیں اور ماہ لقا کی جانب دیکھا جو جانے کس سوچ میں گم سم بیٹھی تھیں۔

"تم سے تو بہت عرصے بعد ملاقات ہو گی بانو کی۔" انہوں نے ماہ لقا سے پوچھا۔

"ہوں ہاں۔ تقریباً سات آٹھ سال پہلے دیکھا تھا۔" وہ اب بھی خاموش سی تھیں۔

بی بی جان کے کہنے پر ارسلان، نوین اور ماہین کو بازار لے گیا۔ ماہ لقا اُٹھ کر لان میں چلی آئیں اور بی بی جان اپنی دونوں بہوؤں کو بتانے لگیں۔

"اصل میں بانو اور ماہ لقا کی کبھی نہیں بنی۔ بچپن سے ہی ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ میرا اور اس کی ماں کا بڑا پیار تھا اور ہم یہی چاہتے تھے کہ ہماری بیٹیاں بھی آپس میں ملنا جلنا رکھیں۔ مگر یہ دونوں تو ایک دوسرے کی صورت دیکھنے کی روادار نہ تھیں۔ ایک اسکول اور ایک ہی کلاس میں پڑھتی تھیں۔ ان کے جھگڑوں سے تنگ آکر میں نے بانو کا اسکول ہی بدل دیا۔ اصل میں بانو بھی بڑی پیاری بچی۔ ماہ لقا کا رنگ دبتا سا ہے اور نقش بھی۔ اب میں کیا کہوں اللہ کے بنائے ہوئے ہیں مگر سچی بات ہے بانو کو خدا نے اس سلسلے میں بہت نوازا تھا ماہ لقا اس کی تعریف پر جل جاتی تھی اور بانو کو بھی اس کے حسد کا بخوبی اندازہ تھا۔"

"اب تو اتنے برس بعد ملیں گی۔ میرا خیال ہے پرانی باتیں بھول چکی ہوں گی۔"

"خدا کرے، ایسا ہی ہو۔" بی بی جان نے دل سے دعا کی۔

ادھر لان میں ماہ لقا اکیلی بیٹھی تھیں اور سوچ رہی تھیں، بانو کمبخت کو بھی اسی وقت آنا تھا۔ اب تو جفار اور میری نوین کا رشتہ کسی صورت نہیں ہو سکتا۔ بانو تو سنتے ہی بھڑک اٹھے گی۔ ہائے کیا تھا۔ جو چند روز لیٹ ہو جاتی ان کا دل خوب جل رہا تھا۔ بانو انہیں کبھی بھی اچھی نہیں لگی تھی۔ اُن کے موجودہ شوہر صدیق احمد ماہ لقا کی دو خیال میں سے تھے اور انہوں نے پوری کوشش کی کہ بانو کی شادی یہاں نہ ہو سکے مگر صدیق احمد تو بانو کی صورت دیکھتے ہی مرمٹے تھے نہ انہوں نے بیوہ کا لفظ سن کر قدم پیچھے ہٹائے اور نہ ہی ایک بچے کا سن کر بد دل ہوئے۔ کہہ دیا کہ شادی کروں گا تو بانو سے۔

اور ماہ لقا جلتی کڑھتی رہ گئیں۔ بانو کو اس بات کا بخوبی علم تھا کہ وہ اپنی سی کوشش کر کے دیکھ چکی ہیں اور۔ صدیق احمد سے ان کے رشتے پر بہت ناخوش ہیں اور بانو جواب ساری زندگی اپنے ننھے بیٹے جفار کے نام کرنے کو تیار بیٹھی تھیں ماں اور بھائیوں کی نہیں مان رہی تھیں اب ماہ لقا کے خیال میں صرف انہیں شکست دینے کو جھٹ مان گئیں کہ وہ ان پر ثابت کرنا چاہتی تھیں کہ تم میری قسمت کا فیصلہ نہیں کر سکتیں اور دل میں ہنستے ہوئے لوگوں کے سامنے مجھ سے جوانی میں بیوہ ہونے پر اظہار ہمدردی نہیں کر سکتیں۔ شادی کے موقع پر یا تو نے اپنی امی یعنی بی بی جان سے کہہ کر ماہ لقا کو خاص طور پر کارڈ بھجوایا مگر وہ نہیں آئیں۔ دونوں ہی اپنی گھریلو زندگی میں الجھی رہیں۔ کچھ سال پہلے خاندان کی ایک شادی پر اکٹھی ہوئیں۔ اوپری دل سے ملیں اور نہ کرتے بھی ان دونوں کے درمیان ایک چھوٹی سی جھڑپ ہو ہی گئی۔ ماہ لقا نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ بانو کے ساتھ کسی نئے رشتے کو قائم کریں گی مگر جفار کچھ ایسا بھایا کہ وہ مجبور ہو گئیں۔ یہ بھی سوچا کہ اس کا ماں سے کون سا تعلق ہے۔ نانی نے پالا ہے۔ انہیں ہی ماں سمجھتا ہو گا اور ضروری نہیں کہ خالہ اماں اس کا رشتہ طے کرتے وقت بانو کی رائے بھی لیں مگر اب تو وہ خود ہی آ رہی تھی اور ساری بات جان کر اس کا انکار لازمی بات تھی۔

جفار خاصی دیر سے گھر لوٹا سب سے پہلے ملاقات اپنی آنٹی جان سے ہوئی۔ کترا کر نکل جانا چاہا مگر انہوں نے آواز دے کر بلا لیا اور اپنے کمرے میں لے آئیں۔

"کیا حال تھا دوست کا؟" چھوٹتے ہی پوچھا۔

"لگتا ہے آپ بڑی پریشان تھیں۔" وہ ہنس پڑا۔

"نہیں نہ جان نہ پہچان، بھلا کیوں پریشان ہوتا تھا تم کافی دیر بعد واپس آئے ہو اس لیے پوچھ رہی تھی۔"

"ہوں اب تو ٹھیک ہی تھا۔"

"ایک خوشخبری ہے تمہارے لیے۔" وہ جلد ہی اصل موضوع کی طرف آ گئیں۔

"یا اللہ رحم کہیں ان لوگوں نے پیچھے سے میرا رشتہ تو نہیں پکا کر دیا۔" یہ دل میں خیال آیا بھرا اور سوالیہ نظروں سے ان کا چہرا دیکھنے لگا۔

"تمہاری امی آ رہی ہیں۔"

"اوہ! ایک طویل سانس کھینچا اور مسکرا دیا کہ جو کچھ وہ سمجھے بیٹھا تھا۔ اس کے بعد تو یہ واقعی خوشخبری ہی محسوس ہوئی تھی۔

"کبھی گئے ہو ان کے پاس؟"

"ہاں۔" اس نے مختصر جواب دیا۔ یہ نہیں بتایا کہ بہت بچپن میں ایک بار گیا تھا اور انکل صدیق کے رویے سے گھبرا کر چند ہی دنوں کے بعد واپس چلا آیا تھا۔

"اب تو صدیق سے بھی اس کے تین بچے ہیں تمہارے لیے ٹائم ہی کہاں ہوتا ہو گا۔ ہے ناں؟" کریدتا چبھتا کھوجتا لہجہ جفار کا ماتھا ٹھنکا۔ آخر ان سب باتوں کا مطلب کیا ہے۔ یہ کیا اگلوانا چاہتی ہیں مجھ سے۔ اس نے ہاں یا نہ میں جواب نہیں دیا۔

"فون تو کرتی ہو گی؟" وہ اس کی خاموشی سے بھی پیچھے نہیں ہٹیں بلکہ دوسرا سوال کر دیا۔

"ہاں!" اس نے پھر مختصر جواب دیا۔

"یاد آتی ہیں تمہیں؟"

"آنٹی! مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کے کہنے کے مطابق نوین، ماہین کو لے کر نہیں جا سکا آپ کی ناراضگی کا مجھے پورا احساس ہے مگر مجبوری تھی۔" اس نے موضوع بدلنا چاہا۔

"چھوڑو اس بات کو، ارسلان لے گیا تھا، ویسے وہ دونوں تمہارے ساتھ جانا چاہ رہی تھیں خاص کر نوین تو ارسلان کے ساتھ جانے کا سن کر شاپنگ سے ہی انکار کر رہی تھی۔" نہ چاہتے ہوئے بھی آنٹی اس بات کو چھوڑ کر ادھر لگ گئی تھیں۔

"آپ کب آئے جفار؟" ابھی باتیں ہو رہی تھیں کہ ماہین چلی آئی۔

"بس ابھی کچھ دیر پہلے ہی آیا ہوں۔"

"کھانا لاؤں آپ کے لیے؟" اس کے ہونٹوں پر نرم مسکراہٹ تھی اور سانولی رنگت جانے کس جذبے کے تحت چمک رہی تھی کبھی ہر دیکھنے میں وہ اپنی بڑی بہن سے کچھ زیادہ مختلف نہیں تھی۔ جدید اسٹائل میں سیٹ

کیے ہوئے بال، لباس اور چہرے کی حفاظت بڑی توجہ سے کرتی تھی مگر اس کا دل نوین سے بہت مختلف تھا۔ وہ دوسروں کے لیے ہمیشہ اچھے جذبات رکھتی تھی اور جفار کے لیے تو اس کے جذبات بہت اچھوتے، بڑے کومل اور سچے تھے۔ اسے یہ علم نہیں تھا کہ اُس کی ماں جفار کو نوین کے لیے پسند کر رہی ہیں۔

"نہیں، کھانا تو میں کھا کر آیا ہوں۔ اب بس سوؤں گا۔" وہ آنٹی کو مزید کچھ بولنے کا موقع دیے بغیر اُٹھ کر چلا آیا۔

اچھا تو کل وہ آ رہی ہیں اپنی تینوں بیٹیوں کے ساتھ اور یہ آنٹی کچھ زیادہ ہی تفتیش نہیں کر رہی تھیں کیا اگلوانا چاہتی تھیں مجھ سے۔ ان کا انداز عجیب سا تھا اور وہ کیوں آ رہی ہیں میرا سکون غارت کرنے۔ جفار کو نیند نہیں آ رہی تھی آنکھیں دُکھ سے جل رہی تھیں۔

بانو تین چار برس پہلے آئی تھیں اس کے قریب رہنے کی کوشش کرتی تھیں۔ ہر بات میں اس سے رائے لیتیں۔ یہ کھاؤ وہ نہ کھاؤ۔ اتنی رات گئے باہر نہ جاؤ۔ نہا لو۔ اب سو جاؤ۔ اب اُٹھ جاؤ۔ ہر بات میں دخل دیتیں۔ وہ چپ رہتا نہ کبھی ان کی کسی بات کا جواب دلچسپی سے دیا اور نہ ہی خود سے کوئی بات کرنے کی کوشش کی مگر اس کے باوجود نہ صرف بانو بلکہ اُن کی تینوں بیٹیاں بھی اس کے آگے پیچھے رہتی تھیں۔ بھیا، بھیا کہتے ان کی زبان ــــ سوکھتی تھی مگر جفار کو یہ تینوں لڑکیاں زہر لگتی تھیں۔ صاف کہہ دیتا۔ نہیں ہوں میں تمہارا بھیا۔ مت جان کھاؤ میری۔" مگر وہ اس کی کسی کڑوی کسیلی کا بُرا نہیں مانتی تھیں۔ ماں کی طرح ہر وقت اس کے قریب رہنے کی کوشش کرتیں۔ جفار کے اتنے روکھے رویے پر نانو جان بہت ٹوکتیں۔ اکثر ڈانٹ بھی پڑ جاتی مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوتا تھا۔ جن دنوں بانو آئی ہوتی تھیں جفار کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ وہ زیادہ سے زیادہ وقت گھر سے باہر گزارے اور گھر میں ہوتا تو انہیں نظر انداز کرنے کی پوری کوشش کرتا۔ پہلے سے زیادہ شوخ ہو جاتا۔ ماموؤں کے بچوں کے ساتھ خوب باتیں ہوتیں، کھیل کھیلے جاتے تینوں بہنیں قریب بیٹھی ہوتیں اور وہ انہیں بلاتا تو وہ

کی بات اُن کی جانب دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا کہ جب ماں کے لیے ہی کوئی اچھا جذبہ دل میں نہ تھا تو ان لڑکیوں کے لیے کہاں ہو سکتا تھا۔ وہ بانو کو اپنا مجرم سمجھتا تھا۔ یہ تمام محرومیاں، تنہائیاں، دوسرے اور خصوصاً اس کے خیال میں اُن کے اس فعل کی بدولت تھی۔ باپ کو موت نے چھین لیا اور اس کے جاتے ہی ماں بھی بدل گئی۔

اُس نے ایک لمحے کو بھی اپنے ننھے سے بیٹے کے بارے میں نہیں سوچا۔ بس اپنا گھر بسا لیا اور بیٹے کو نانی کے سپرد کر دیا۔ بے شک نانو نے اسے توجہ دی تھی مگر ماں تو ماں ہی ہوتی ہے ناں۔ اور پھر یہاں وہ اکیلا بچہ نہیں تھا اور بھی بہت سے بچے تھے جن کے ماں باپ اُن کے قریب تھے اور وہ نانو کے اتنے ہی لاڈلے تھے جتنا کہ جفار تھا۔ جب وہ اپنی بی بی خان کے قریب آتے اُن سے پیار لیتے تو اُسے غصہ آنے لگتا۔ وہ محسوس کرتا جیسے یہ لوگ اس کا حق چھین رہے ہیں نانو صرف میری ہیں مگر یہ لوگ زبردستی کے حصہ دار بنتے ہیں۔ وہ چڑ جاتا۔ ان بچوں سے جھگڑا کرتا۔ نانی بوڑھی تھیں۔ اتنے تیز اور غصہ ور بچے کو قابو کرنا اُن کے لیے مشکل تھا جب وہ باقی بچوں سے لڑتا تو وہ اسے ڈانٹتیں۔

کبھی کبھار ایک آدھ تھپڑ بھی رسید کر دیتیں اور وہ خشک آنکھوں سے انہیں دیکھتا رہتا۔ آنسو دل پر گرتے رہتے تھے۔ اُس کی یہ خواہش تھی کہ لوگ اُس کی جانب متوجہ ہوں اور اسی خواہش نے اُسے بہت سے اُلٹے سیدھے کام کروائے اس کی شرارتوں پر ماموں کے ملنے والے اور کبھی کبھار گھر کے لوگ بھی ہنس پڑتے بس پھر اس کا دماغ نت نئی شرارتیں ہی سوچنے لگا۔ کچھ بڑا ہوا تو ماموؤں کے بچوں سے بھی دوستی ہو گئی اس نے انہیں بھی اپنے ساتھ لگا لیا اور یہ لوگ سارے محلے میں بدتمیز مشہور ہو گئے۔

نانو چیختی رہتیں اس پر ذرا اثر نہ ہوتا تھا اور اب تو انہوں نے اسے اس کے حال پہ چھوڑ دیا تھا جب بانو کی دوسری شادی ہوئی۔ وہ بہت چھوٹا تھا تقریباً چھ سات برس کا اُس دور کی باتیں اسے اب یاد نہیں رہی تھیں مگر ماں کو یوں سج سنور کے ایک غیر آدمی کے ساتھ جاتے دیکھ کر وہ جس طرح رویا تھا۔

تڑپا۔ تھا۔ وہ زخم کہیں اندر ہی رہ گیا تھا ٹیس اب بھی اٹھتی تھی۔

شادی کے بعد بانو اور صدیق یہاں آئے تھے۔ وہ ماں کے قریب جانے کی کوشش کرتا تھا اور نانو اسے جانے نہیں دیتی تھیں۔ بانو اور صدیق چھت پہ گئے تو سب سے نظر بچا کر وہ بھی پیچھے چلا آیا۔ امی امی اس نے ماں کا رنگین چمکتا دمکتا آنچل اپنے ہاتھ میں لے کر بے تابی سے پکارا۔ صدیق نے مڑ کر فاری کی جانب دیکھا پھر اپنے مضبوط ہاتھوں میں دبوچ کر دیوار پہ کھڑا کر دیا اور بانو سے بولا۔

"اسے یہاں سے نیچے پھینک دوں؟"

اس کا ننھا سا دل دھڑکنا بھول گیا خوف سے وہ چیخ بھی نہیں سکا تھا۔ ہاں نظریں ماں پر تھیں۔ اسے امید تھی۔ ماں اسے اس ظالم آدمی سے بچالے گی۔ اپنے سینے سے لگا کر پیار کرے گی مگر وہ تو بالکل چپ کھڑی تھی۔ اس وقت جو اس کے معصوم دل پہ گزری، یہ وہی جانتا تھا۔ چھوٹا سا بچہ اور تنہائی کا جنگل۔ صدیق نے اسے نیچے نہیں پھینکا۔ دیوار سے اتار کر کھڑا کیا اور کہا۔

"چلو بھاگ جاؤ۔ اب نہ آنا۔"

خوف سے اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں اس سے بھاگا نہیں گیا۔ قدم آگے بڑھایا تو گر پڑا۔ ایک بار پھر امید بھری نظروں سے ماں کی جانب دیکھا۔ شاید وہ ہائے میرا بیٹا کہہ کر اٹھالے۔ ماتھا چوم کر پوچھے کہ چوٹ تو نہیں آئی مگر ماں کا رخ دوسری جانب تھا۔ جفار کی جانب اس کی پشت تھی اور وہ آدمی ماں سے کچھ کہتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔

نیچے آکر وہ خوب رویا۔ نانی پیار کرتے کرتے آخر بے زار ہو گئیں اور اسے کمرے میں اکیلا چھوڑ دیا۔

"چپ کر جاؤ ورنہ بھوت کھا جائیں گے۔"

بڑی خالہ نے اس کے رونے کی مسلسل آواز سے تنگ آکر ڈرا دیا۔ تنہائی اور خوف وہ بہت ڈر گیا اور سہم کر چپ ہو گیا۔ شام تک وہ اسی کمرے میں دبکا بیٹھا رہا۔ شدید بھوک لگی مگر خوف کے مارے باہر نہیں نکلا۔ آخر اندھیرا ہو جانے پر نانو اسے ڈھونڈتی ہوئی ادھر آئیں اور یہاں بیٹھے رہنے پر خوب ڈانٹ پڑی۔

یہ بہت پرانی باتیں تھیں اس کا بچپن تھا اور اب یہ سب۔ نہیں تھا مگر اس روز ماں کے لیے دل میں جو نفرت جاگی تھی وہ پھر نہ مر سکی۔ آج بھی جوں کی توں موجود تھی۔ اُن کی آمد کی اطلاع سن کر ہی اسے بے چینی ہونے لگتی تھی اور جب وہ آجاتیں تو اسے خود پر قابو پانا مشکل ہو جاتا۔ جی چاہتا ہر چیز کو تہس نہس کر دے، سب سے لڑے مگر وہ انہیں یہ احساس بھی نہیں دلانا چاہتا تھا کہ ماں کی کمی کو اس نے محسوس کیا ہے وہ انہیں نظر انداز کر کے باقی سب کے ساتھ نارمل طریقے سے رہنا چاہتا تھا اور اس کے لیے اُسے بہت جدوجہد کرنی پڑتی تھی۔

اُس نے یہ بات کبھی تسلیم نہیں کی تھی کہ ماں اس شادی کے لیے مجبور تھی اُس نے دیکھا تھا۔ عورتیں بچوں کی خاطر ساری زندگی قربان کر دیتی ہیں۔ عباس کی امی کی مثال اُس کے سامنے تھی۔ عباس چند ماہ کا تھا جب اس کے والد کا انتقال ہو گیا تھا اُس کی ماں میکے کی دہلیز پر بھی نہیں گئی۔ ساری عمر سسرال میں گزار دی۔ ساس، سسر کی خدمت کی بیٹے کو پڑھایا لکھایا۔ آج عباس اپنی ماں پر فخر کرتا تھا اور ایک اُس کی ماں تھی، سوچتا تو آنکھیں بھر آتیں۔

جفار کے ابو کے رشتہ دار بھی اسی شہر میں رہتے تھے مگر اُن میں سے کوئی کبھی بھی اس سے ملنے نہیں آیا تھا۔ بانو کی دوسری شادی ہو گئی۔ تب بھی انہوں نے یہ کوشش نہیں کی کہ ماموؤں کے گھر رہنے والے اپنے بھائی کی نشانی کو اپنے پاس لے آئیں آخر وہ ان کا خون تھا اور بھائی کے بعد اُس کی پرورش اس صورت میں جب کہ ماں کی بھی دوسری شادی ہو چکی تھی۔ ان کی ذمہ داری بنتی تھی مگر انہوں نے کبھی آکر اس سے ملنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کی۔ کبھی کسی نے یہ نہیں سوچا کہ ان کے یہ رویے اس بچے پر کس طرح اثر انداز ہو رہے ہیں اور یہ کہ جفار ہمیشہ بچہ نہیں رہے گا کل اسے جوان ہونا ہے اور پھر اس کے احساسات ان کے لیے کیا ہوں گے۔ ہر کوئی اپنی دنیا میں مگن تھا۔

ایک بار چھوٹے ماموں اسے شہر خموشاں میں لے کر گئے تھے اور بتایا تھا "بیٹے یہاں تمہارے ابو سو رہے

ہیں۔" اس نے مٹی کے اس ڈھیر کو بڑی عقیدت سے دیکھا دل میں پیار موجیں مارنے لگا۔ وہ نیچے بیٹھ گیا اور دونوں ہاتھ اس مٹی کے ڈھیر پر رکھ دیے۔ ابو اور پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ماموں کو دس سالہ جفار سے اس شدت کی امید ہرگز نہ تھی۔ وہ نہیں سمجھ سکے کہ جس باپ کو اس نے دیکھا بھی نہیں اس کے لیے اس شدت سے کیوں رویا ہے۔ پوچھتے رہے۔

"بیٹے کیا بات ہے اتنا کیوں رو رہے ہو؟ کیا ہم تم سے پیار نہیں کرتے، کسی سے کوئی شکایت ہے کیا؟"

وہ کیا بتاتا۔ کیسے بتاتا۔ ذہن میں بہت کچھ تھا مگر کہنے کا ڈھنگ نہیں آتا تھا۔ اپنے دکھوں کا اظہار کرنے کا سلیقہ نہیں تھا اور پھر جب یہ سلیقہ آگیا تو یہ ادراک بھی ہوا کہ کسی سے کچھ کہنا بے فائدہ ہے اپنے دکھ صرف اپنے ہی سانجھی کوئی نہیں کہو گے تو احسان فراموش کہلاؤ گے۔ درد کوئی نہیں سمجھے گا دکھوں پر ساتھ کوئی نہیں روتا۔ ہنسنے والے کے ساتھ سب ہنستے ہیں۔

وہ اپنے والد کی قبر پر جاتا رہا اور جب بھی وہاں سے واپسی ہوتی بہت کھویا کھویا خاموش اور اجنبی محسوس ہوتا اور یہ سب ینگ پارٹی کے ممبر جو اس بات سے ناواقف تھے کہ وہ کہاں جاتا ہے اور اس کے دل پر کیا گزرتی ہے کہتے تھے "فاری کو دورہ پڑ گیا ہے۔" اس نے کبھی وضاحت نہیں کی۔ کبھی نہیں بتایا کہ وہ کہاں سے ہو کر آرہا ہے، چپ چاپ بیٹھا ان کی باتیں سنتا رہتا۔ لڑکے ضبط سے گزر کر وہ شام تک ضرور پہلے والا جفار بن جاتا تھا۔ اپنے ابو کی ایک ہی تصویر تھی اس کے پاس اور وہ اس نے بہت سنبھال کر اور سب سے چھپا کر رکھی ہوئی تھی۔

وہ گھر میں اتنے لوگوں کی موجودگی میں بھی یہ خیال کبھی دل سے نہیں نکال سکا تھا کہ وہ اکیلا ہے یہ سب اس کے ہوتے ہوئے بھی اس کے نہیں ہیں۔ اسے یقین تھا۔ اگر آج مسکرانا چھوڑ کر اداس شکل بنا کر بیٹھ جائے تو یہ لوگ اکتانے لگیں گے اور جب بانو آجاتیں تب تنہائی کا یہ احساس شدید ہو جاتا یہ۔ نانو بھی تو ان کی ماں ہیں۔ ماموں ان کے بھائی ہیں اور یہ سب مجھ سے زیادہ ان کے قریبی عزیز ہیں اور یہ وہی ہیں جنہوں نے مجھے بے جان شے کی مانند پھینک دیا تھا۔ وہ یہاں آتیں تو جفار رات سونے سے پہلے اپنے ابو کی تصویر نکال کر ضرور دیکھا کرتا تھا۔

آج ان کی آمد کا سن کر ہی کچھ اتنا بے چین ہوا کہ تصویر نکال لی اور دیر تک بغور دیکھتا رہا۔ "میری شکل ابو سے کتنی ملتی ہے، میں نے ایک ایک نقش اپنے باپ کا لیا ہے۔" اس نے گہرا سانس لے کر ایک بار پھر غور سے تصویر کی جانب دیکھا۔

"جفار! کیا تم میری امی کو سمجھا نہیں سکتے۔؟"

صبح جب وہ ناشتے کے لیے ڈائننگ روم کی جانب جا رہا تھا نوین نے راستہ روک لیا۔

"کس سلسلے میں؟"

"ناصر کے سلسلے میں۔"

"یہ ناصر کون ہے، میں نے پہلے تو ان حضرت کا نام نہیں سنا۔"

"وہی جو امریکہ میں ہے اور کون۔"

"اوہ اچھا تو ناصر نام ہے ان کا، ہوں تو کیا سمجھانا ہے آنٹی کو؟"

جفار نے بھرپور دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ وہ بڑا آدمی نہیں ہے اور میرے ساتھ مخلص ہے۔"

"بابا! جب میں اسے جانتا ہی نہیں تو کیسے یہ سب کہہ دوں۔"

"میں تو جانتی ہوں نا اور پتا ہے میں نے کل فون بھی کیا تھا۔ وہ اپنی امی کو بھیجنے کو تیار ہے مگر میں امی کو سمجھا سمجھا کر تھک گئی ہوں، وہ نہیں مانتیں۔"

"ہوں تو اس کا مطلب ہے یہ ناصر صاحب خاصی نامعقول قسم کی ہستی ہیں جو آنٹی کی نہ ہاں میں نہیں بدل رہی۔"

"نہیں نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔ بس فرسٹ امپریشن کچھ اچھا نہیں تھا تو اسی وجہ سے امی اب تک انکار کر رہی ہیں۔"

"اچھا میں سمجھانے کی پوری کوشش کروں گا اور ویسے بھی اب تو میری اپنی جان پھنسی ہوئی ہے، اس قصے میں ہم بھی آن شامل ہوئے ہیں اور وہ بھی دلن کی حیثیت سے۔"

"ایویں ڈرانے والی باتیں مت کرو تمہیں تو میں اپنا

بھائی سمجھتی ہوں۔"

"اوہ تو یہ بات اپنی امی کو بھی سمجھا دو ناں۔"

"آجاؤ تم دونوں۔ بی بی جان ڈائننگ روم کی جانب روانہ ہو چکی ہیں۔" حورب چلی آئی۔ سفید دوپٹہ شلوار اور آسمانی سفید پرنٹڈ قمیص میں بڑی اچھی لگ رہی تھی جفار کو حورب شروع سے اچھی لگتی تھی۔

اس کے لیے جفار کے دل میں بہت جگہ تھی اور آج تو نکھری نکھری سی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"تم کیا دیکھ رہے ہو فاری" اپنی محویت سے اسے اپنی جانب دیکھتا پا کر وہ پوچھنے لگی۔ "یہی کہ یہ سوٹ تم نے نانی اماں کا پہن رکھا ہے۔"

"جی نہیں، میرا اپنا ہے میں نے بڑے شوق سے سلوایا ہے۔ کہو کیسا لگ رہا ہے؟" وہ سامنے آئی اور کھڑی ہو گئی۔

"تمہاری شخصیت کے مطابق نہیں ہے۔" وہ ہنس پڑا۔

"ایسی نہیں ہے۔ تمہیں کیا پتا اندر سے تو میں بڑی سنجیدہ اور ذمہ دار ٹائپ کی لڑکی ہوں۔"

"کیا بات ہے یہاں سے پریشن لگی ہے جو سنا ہے چپک جاتا ہے۔" حنا نے ڈائننگ روم سے نکل کر کہا تو تینوں چونکے اور ادھر کی راہ لی۔

"پتا ہے فاری! آج بانو پھوپھو آ رہی ہیں۔" حورب اس کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے خوشی سے بتا رہی تھی۔

"ہاں بتایا تھا رات آنٹی نے۔" وہ بھی مسکرا دیا کہ ان لوگوں پر ابھی تک اس نے ماں کے متعلق اپنے خیالات ظاہر نہیں کیے تھے بس ایسے ہی رہتا جیسے اسے ماں کی کوئی خاص پروا نہیں ہے اور سب کا یہ خیال تھا کہ چونکہ بچپن ہی میں ماں سے جدا ہو گیا تھا سو اب جفار کے لیے بانو کی کوئی خاص اہمیت نہیں۔ وہ نانو کو ہی ماں سمجھتا ہے۔

"پھوپھو مجھ سے بڑا پیار کرتی ہیں۔" وہ فخر سے بولی۔

"شاماں اور حنا سے تو نفرت ہے انہیں ہے نا؟" اس نے چھیڑا۔

"فاری! کھانے کے دوران تو خاموش ہو جایا کرو۔" نانو اگر میں خاموش ہو گیا تو سمجھ آپ کے ڈانٹنے گی کبھی یہ بھی سوچا ہے آپ نے؟"

"اے مجھے ڈانٹ ڈپٹ کا کوئی شوق نہیں، وہ تو تم حرکتیں ہی ایسی کرتے ہو کہ سمجھانا پڑتا ہے۔"

"جملہ ٹھیک کریں ڈانٹنا پڑتا ہے۔"

"سکو بانو آ رہی ہے تینوں بچیوں کے ساتھ۔ اپنے لیے اُن کے ساتھ اپنا رویہ درست رکھنا۔ وہ بیٹا بھتیا کہتی نہیں تھکتیں اور تمہارے مزاج ہی نہیں ملتے۔" جفار نے کچھ نہیں کہا۔ بظاہر بے تابی سے ناشتے کی جانب متوجہ ہو گیا یہ اور بات کہ کھایا بہت کم۔ جلد ہی اٹھ کھڑا ہوا یہ کہتا ہوا کہ "ایک کام سے جا رہا ہوں شاید واپسی پہ رات ہو جائے۔"

"اور وہ جو بانو اور بچیاں آتے ہی تمہارا پوچھیں گی وہ۔۔۔؟"

"اوہو میں کوئی اگلے جہان تو نہیں جا رہا۔ آجاؤں گا۔ واپس۔" آخر اندر کی تلخی زبان پر آ ہی گئی۔ ناشتا کرتے ہی وہ تیزی سے نکل گیا۔ اُسے کوئی ضروری کام نہیں تھا۔ بس وہ بانو کا استقبال نہیں کرنا چاہتا تھا۔ سارا دن کبھی ادھر اور کبھی اُدھر گزار دیا۔ شام کو کلب میں آ بیٹھا۔ وہاں عباس سے ملاقات ہو گئی اور یوں واپسی پر اسے واقعی کافی دیر ہو گئی۔ جب گھر لوٹا تو سب لوگ کھانا کھا چکے تھے اور اب لان میں محفل جمائے بیٹھے تھے۔ "ہم لوگ کب سے تمہارے منتظر تھے۔" بانو اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے قریب چلی آئیں۔

"یونہی دوست کی طرف ذرا دیر ہو گئی۔" وہ یونہی بیٹھا رہا انہوں نے قریب آ کر اس کا سر اپنے سینے سے لگایا۔ اس کے سر پر شانوں اور ماتھے پر ہاتھ پھیر کر بار بار کہتی رہیں۔

"میں کب سے انتظار کر رہی تھی۔ تم نے کھانا بھی کھایا یا نہیں؟ بہت تھکے تھکے سے لگ رہے ہو۔" ان کے بولنے کے انداز میں بے تابی تھی تینوں لڑکیاں ماہا، کرن اور چھوٹی سی ندا بھی اس کے پاس آ کر کھڑی ہو گئیں۔

"بیٹا! کیا حال ہے آپ کا؟" ماہا نے اس کے مضبوط ہاتھ پر بڑے پیار سے اپنا ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"کیوں مجھے کیا ہوا تھا؟" عجیب سی مسکراہٹ اس

بڑبڑایا۔ وہ دونوں سمجھ نہیں سکیں۔

"جاؤ ناں اس کو۔ تمہارے جواب کی منتظر ہے۔"

"اوہ ہاں سوری! مجھے خیال ہی نہیں رہا آپ کا بے حد شکریہ کہ میرے لیے یہاں تک آنے کی زحمت اٹھائی اور آپ کی والدہ نے میرے لیے اتنے نیک جذبات بھیجے۔ اس پہ ان کا بھی ممنون ہوں۔ جاکر شکریہ ادا کریں اور ادب سے ان کی خدمت میں میری جانب سے گزارش کریں کہ جب مجھے کھانا ہوگا کھالوں گا آپ فکر مت کریں۔"

ماہا سر جھکائے چلی گئی۔ حورب پیچھے جانے لگی تو اس نے پکارا۔

"ہوں اب کیا ہے؟"

"بدتمیز ذرا بھی تو خیال نہیں آیا۔ بے چاری کیسے رونے والی ہو رہی تھی۔"

"نہیں یار اس کی شکل ہی ایسی ہے اور سنو اب جاکر پھوپھو کے گرد پروانوں کی طرح ناچنے نہ لگنا۔ بندے کو اپنی عزت کا بھی کچھ خیال ہونا چاہیے۔ یہ نہیں کہ جس نے پیار سے بلا لیا۔ دم ہلاتے اس کے پیچھے چل پڑے۔"

"ہونہہ!" حورب اس کی باتوں پر عادتاً کلائی نہ کرتی چلی گئی۔

"پاگل لڑکی پتا نہیں کیوں اپنی پھوپھو سے اتنی محبت ہے اسے اور وہ بھی تو میری بیٹی کہتے نہیں تھکتیں نہیں اچھا لگتا مجھے یہ سب اور یہ حورب اتنی بے وقوف ہے کہ کچھ سمجھتی ہی نہیں ہے۔"

لباس تبدیل کرکے آیا تو دستک دے کر ماہین چلی آئی۔

"ہوں خیریت؟ سوچا شاید آنٹی کا بلاوا لے کر آئی ہے۔

"جی خیریت ہے۔ میں تو یہ پوچھنے آئی تھی کھانا لے آؤں آپ کے لیے؟"

"اوہ میری سمجھ میں یہ نہیں آرہا کہ اچانک اتنے سارے لوگوں کو میرے کھانے پینے سے اس قدر دلچسپی کیوں ہو گئی ہے۔"

"اور کس نے دلچسپی لی ہے؟" ماہین نے چونک کر سوال کیا۔

"وہی حورب کی پھوپھو پیاری اور ان کی راج دلاری بیٹیاں۔" وہ بات کے ساتھ ہی ہنس پڑا کہ ماہین پر کچھ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"آ۔ اچھا!" وہ ایکدم سے مطمئن ہو گئی۔

"جاؤ اب سونے دو مجھے۔ بڑی نیند آ رہی ہے۔"

"ارے آج اتنی جلدی سو جائیں گے آپ باہر آئیں ناں۔ سب لوگ بیٹھے ہیں۔ اتنی مزے کی باتیں ہو رہی ہیں مگر آپ اور انی آج سونے پر تلے ہوئے ہیں۔"

"کیا آنٹی بھی ان سب کے ساتھ نہیں بیٹھیں؟"

"نہیں، وہ اصل میں میری اور آپ کی امی کی آپس میں کچھ بنتی نہیں ہے ناں۔ سچ اتنا سمجھایا ہے میں نے امی کو! ابھی جب کچھ دیر پہلے آنٹی بانو آئی ہیں ناں تب بھی دونوں آپس میں کچھ زیادہ اچھی طرح نہیں ملیں۔"

"کمال ہے! یہ کونسی دشمنی چل رہی ہے ان کے درمیان۔"

"پتا نہیں مجھے بس امی بھی سونے کے ارادے سے لیٹ گئی ہیں اور آپ تو اٹھیں ناں! سچ اتنا اچھا موسم ہو رہا ہے۔"

"تم جاؤ۔ میں واقعی بہت تھکا ہوا ہوں۔ دل نہیں چاہ رہا بستر سے اٹھنے کو۔"

کیا بھیا روز اسی طرح لیٹ ہو جاتے ہیں؟"

"اور ادھر وہ آنٹی بانو اور ماما وغیرہ کب سے آپ کی منتظر بیٹھی تھیں۔ کرن بار بار پوچھ رہی تھی۔"

"صبح کر لوں گا باتیں، ویسے میں ملا ہوں ان لوگوں سے۔" آخر ماہین کو واپس لوٹنا پڑا۔

"آجاؤ ماہین! تم کہاں پھر رہی ہو۔" باہر آئی تو ارسلان نے دیکھتے ہی پکارا۔

"کیا ہو رہا ہے؟" وہ مسکراتی ہوئی ادھر چلی آئی۔

"ہم سب آئسکریم کھانے جا رہے ہیں۔" حورب نے جھٹ اطلاع دی۔

"ارے واہ، تو کیا بی بی جان مان گئیں؟ وہ تو لوں سب کو اکٹھا بھیجنے پر تیار نہیں ہوتیں۔"

"آج پھوپھو کی آمد کی خوشی میں ان کے اصولوں میں لچک آئی ہے۔ دراصل وہ اس لیے منع کرتی ہیں کہ ان کے خیال میں ہم جب اکٹھے ہو جاتے ہیں تو بے قابو بھی ہو جاتے ہیں۔ اب چونکہ جفار ہم سب کے ساتھ نہیں جا رہا۔ سو انہیں کچھ زیادہ خطرہ بھی نہیں ہے۔"

"یہ جفار ہے بڑا کمینہ! اچھا دل نہیں ہے تو ایک نہیں سن رہا۔"

ریحان پیر پٹختا چلا آیا۔

"کیا ہوا؟" حنا نے پوچھا۔

"اتنے پیار سے بلانے گیا تھا میں، نواب زادے کے مزاج ہی نہیں ملتے۔" ریحان نے منہ بنایا۔

صبح جفار کی آنکھ معمول سے کہیں جلدی کھل گئی۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ باہر نکل آیا۔ دیکھا تو حورب ہاتھ میں کتاب پکڑے لان میں ادھر سے ادھر ٹہلتے ہوئے پڑھ رہی تھی۔ اسے دیکھ کر جفار مسکرا دیا اور سوچا اچھا دن کا آغاز تو اچھا ہوا ہے۔ دیکھیں باقی کا دن کیسے گزرتا ہے۔

"ارے فاری! تم اتنی جلدی اٹھ گئے آج۔" اس کی نظر پڑی تو کتاب بند کر کے اس کی طرف آ گئی۔

"رات اتنی جلدی جو سو گیا تھا میں اور تم بتاؤ تمہیں پڑھتے پڑھتے کا خیال کیوں آ گیا ہے۔"

"وہ دراصل میری بھی آنکھ کچھ جلدی کھل گئی تھی۔ سوچا۔ کچھ پڑھ ہی لیا جائے۔ ویسے بھی سبق کا پڑھا ہوا زیادہ یاد رہتا ہے۔"

"اچھا پھر تو تم سے وہ سب کہہ دینا چاہیے۔" جفار نے دل میں سوچا اور اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔

"رات ہم سب آئسکریم کھانے گئے تھے۔ تم ساتھ نہیں تھے اس لیے زیادہ مزا نہیں آیا۔" حورب کے منہ سے یہ جملہ سنتے ہی جفار تو نہال ہو گیا۔

"سچ کہہ رہی ہو؟" وہ دوبارہ یہی جملہ سننے کا متمنی تھا۔

"ہاں تو اس میں کوئی شک ہے فاری کہ ہم سب تم سے محبت کرتے ہیں تم نہ ہو تو ہمیں کسی کام میں مزا نہیں آتا۔"

"سب کی چھوڑو اپنی بات کرو۔"

"ہیلو باجی، بھیا! آپ دونوں بھی میری طرح صبح جلدی اٹھنے کے عادی لگتے ہیں۔"

ماما جلی آئی اور کچھ تو اسے دیکھ کر اور کچھ ایسے اچھے موقع پر اچانک ٹپک پڑنے کی وجہ سے جفار کو اس

ہت ناگوار گزری بات کا جواب دینے کے بجائے
نے رخ موڑ لیا جب کہ حورب ہنستے ہوئے اسے
ی تھی کہ آج ہم دونوں کا اتنی جلدی اٹھنا کسی
رے سے کم نہیں۔
"یہ گلاب کے پھول مجھے بہت اچھے لگ رہے
ہیں اُس نے رنگ رنگ کے کھلے پھولوں کی جانب اشارا
کیا۔" فاری کا شوق ہے اور اس کا یہ واحد شوق ہے
جو دادی اماں کو بھی بُرا نہیں لگتا۔"
"میرے بھیا تو اتنے اچھے ہیں۔" اُس نے آنکھوں
میں ڈھیروں محبتیں سمو کر اُس کی جانب دیکھا جو رُخ موڑے
بظاہر بے نیاز کھڑا ڈال ڈال اڑتے چہچہاتے پرندوں کو
بڑے انہماک سے دیکھ رہا تھا۔
"فاری! سُن رہے ہو تمہاری تعریف ہو رہی ہے۔"
حورب نے اطلاع دی۔
"جو تعریف کے قابل ہوں اُن کی تعریف ہی ہوگی۔"
اس نے مُڑ کر بشاشت سے کہا مگر یوں کہ پوری توجہ
حورب کی جانب تھی۔ ماہا پر ایک نظر بھی نہیں ڈالی۔
"اوں تعریف کے قابل۔ اسی لیے دادی اماں سارا
دن تمہاری تعریفیں کرتے نہیں تھکتیں۔" وہ کھلکھلائی۔
"زیادہ دانت نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تو
صرف مجھے نظرِ بد سے بچانے کے لیے بُرا بھلا کہتی ہیں۔"
"اوہو ہو خوش فہمی کی بھی انتہا ہوتی ہے فاری
میر۔"
"اور ابھی کچھ دیر پہلے تم جو میری تعریفیں کر رہی تھیں
وہ۔"
"غلطی ہو گئی تھی۔" حورب جھٹ سے بولی۔
"تو اب اس غلطی کی سزا یہ ہے کہ میرے لیے ایک
کپ اچھی سی چائے اور ساتھ میں کوئی بسکٹ لے کے
آؤ۔"
"خود ہی بنا لو چائے میں تو پڑھ رہی تھی۔ آ کر باتوں
میں لگا لیا۔" اُس نے پھر سے کتاب کھولی اور ٹہل ٹہل
کر پھر سے پڑھنے لگی۔
"اتنا سا کام نہیں کر سکتیں میرا۔ چائے بنانے میں کونسی
دیر لگتی ہے۔ اتنی بھوک لگی ہے مجھے۔"
"بھیا! میں چائے بنا لاتی ہوں۔" ماہا نے جھٹ اپنی
خدمات پیش کیں اور اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی دھڑلے
ہوئی چلی گئی۔ بڑے چاؤ سے اُس نے چائے تیار کی۔
ساتھ بسکٹ پلیٹ میں رکھے اور جب ٹرے اٹھا کر لان
میں آئی تو وہ وہاں موجود نہیں تھا۔ حورب سے پوچھا
اُس نے لاعلمی کا اظہار کیا اور کہنے لگی۔
"تم تو واقعی چائے بنا لائی ہو فاری تو یونہی کہہ رہا
تھا۔"
"میرا خیال ہے۔ اپنے کمرے میں ہوں گے بھیا۔" ماہا
جانے کو مڑی۔
"پہلے لاؤنج میں دیکھ لینا۔" حورب نے کہا۔
ماہا ہاتھوں میں ٹرے لیے اُسے ڈھونڈتی پھری مگر
وہ نہیں ملا اُسے یقین ہو گیا کہ جفار جان بوجھ کر اس سے
چھپ گیا ہے۔ وہ اس کی بنائی چائے پینا نہیں چاہتا
جفار کے رویے کا احساس کر کے اُس کی آنکھوں میں
آنسو بھر آئے۔

ایک ہاتھ پہ سورج رکھ لوں ایک ہاتھ پہ چاند
وہ دونوں پڑ جائیں گے ماند مجھ کو دیکھ کے

جفار ہاتھ میں میک اپ مرر پکڑے بڑی شوخی سے
گا رہا تھا اور فہد کی ہنسی نہیں رُکنے میں آتی تھی۔
"جفار! بند کرو یہ فضولیات اور میری بات سنو۔"
کشور جہاں کے کہنے کی دیر تھی۔ مرر ایک طرف رکھا اور
ادب سے سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ اس ادا پر فہد کی ہنسی میں
مزید طغیانی آ گئی۔
"یہ تمہیں اتنی ہنسی کیوں آ رہی ہے؟" انہوں نے سرزنش
کے عالم میں پوتے کی جانب دیکھا۔
"آپ ذرا غور تو کریں بی بی جان! یہ فاری بھائی
اس وقت کیسی معصوم شکل بنائے بیٹھے ہیں ہا ہا ہا۔"
"اس کام میں تو ماہر ہے یہ اور تم اٹھو جا کر اپنا کام
کرو۔ پاگلوں کی طرح ہنستے جا رہے ہو۔ اور تم جفار
مجھے یہ بتاؤ۔ آج کل لور لور کہاں پھرتے ہو۔ بالوں تمہاری
شکل دیکھنے کو ترس گئی دو روز ہو گئے آئے ہوئے اور
بتا رہی تھی۔ تم سے ایک مرتبہ بھی اطمینان سے بات نہیں
ہو سکی۔ نظر آتے ہو اور چھلاوے کی طرح غائب ہو جاتے
ہو، یہ کوئی طریقہ ہے۔"
"ہوں تو آپ کو چھلاوے کی طرح غائب ہونے پر
اعتراض ہے۔ باقی ساری بات نظر انداز کر کے اس نے

یہ جملہ بولا گیا۔

"مجھے ہر وقت آوارہ گردی پر اعتراض ہے۔" انہوں نے اس کے مزید کچھ بولنے سے پہلے جلدی سے کہا۔

"کمال ہے نیکی کا تو زمانہ ہی نہیں رہا۔ میں نے صرف آپ کی خاطر دل پر بھاری پتھر رکھ کر گھر سے باہر رہنا قبول کیا ہے اور آج آپ ہی الزام دے رہی ہیں۔ نانو مجھے آپ سے یہ اُمید ہرگز نہ تھی۔" کہتے کہتے وہ دروازے کی جانب بڑھا کہ کھسکنے کے چکر میں تھا۔ مگر وہ بھی ارادہ بھانپ گئیں اور بولیں۔

"خبردار جو میری بات سُنے بغیر بھاگے تو، مجھے یہ تو بتاؤ گھر سے باہر رہ کر تم میرے ساتھ کونسی نیکی کر رہے ہو؟"

"نانو اب مُکر نہ جایئے گا سچ کہیں۔ آپ کو میرے ہر کام پر اعتراض نہیں ہوتا۔ میری آواز سے سر میں درد نہیں ہوتا اور مجھے دیکھ دیکھ کر آپ غصّے میں نہیں آجاتیں۔"

"تمہیں دیکھ کر میں غصّے میں نہیں آتی۔ بلکہ تمہارے اُلٹے کام مجھے غصّہ دلا دیتے ہیں انسانوں کی طرح رہو، ایک جگہ ٹک کر بیٹھو اور دھیمی آواز میں بولو تو مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

"یہی سب تو میں نہیں کر سکتا اور آپ کو دُکھ دینا بھی نہیں چاہتا اور اس کا ایک ہی حل مجھے نظر آیا کہ زیادہ سے زیادہ ٹائم باہر گزارا کروں۔ تاکہ آپ کی صحت پر خوشگوار اثرات مرتب ہونا شروع ہو جائیں۔"

"میں کہتی ہوں جب تک بانو بیٹی یہاں ہے تم گھر پر رہا کرو۔ وہ بے چاری پہلے کونسا خوش ہے جو تم اُسے مزید رنج دینے پر تلے ہوئے ہو۔ تمہارے جیسی اولاد میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ غضب خدا کا۔ ماں اتنے عرصے بعد آئی ہے اور تمہیں پرواہ ہی نہیں۔ یہ تک نہیں پوچھا۔ کس حال میں ہو، بس اپنے سیر سپاٹوں سے فرصت نہیں۔ وہ راہ دیکھتی رہتی ہے اور یہ صبح کے جو نکلے ہیں تو رات گئے ہی واپسی ہوتی ہے اور وہ تینوں بچیاں بھی تم سے اتنا پیار کرتی ہیں باوجود تمہارے غلط رویّے کے انہیں تمہارا خیال رہتا ہے۔ میں کہتی ہوں۔ اب بھی وقت ہے سدھر جاؤ۔ اپنا ہی فائدہ ہے تمہارا، اب یہ منہ اٹھا کر کھڑے کیا دیکھ رہے ہو جواب دو میری بات کا۔"

"کیا جواب دوں نانو! آپ کی طرح آپ کی باتیں بھی لاجواب ہیں۔" انداز جتنی سا تھا مگر وہ اس سے سخت خفا تھیں غور نہیں کیا۔

"سفارا یہ میرا مردہ آپ اٹھا لائے تو بہ کب سے ڈھونڈ رہی تھی۔ فہد نے بتایا کہ آپ کے پاس ہے۔" نوین نے آتے ہی ٹیبل پر پڑا مگ اپ مردہ اٹھایا اور چل گئی موقعہ اچھا تھا سفار بھی ساتھ ہی کھسک گیا۔

"واہ نانو۔ واہ آپ کو بھی سارے تصور مجھ بدنصیب کے ہی نظر آرہے ہیں وہ بیٹی ہیں ناں۔ اس لیے ان کا خیال ہے آپ کو ان کا دُکھ آپ کے دل میں اترتا ہے اور میں جسے آپ نے پالا ہے، میرا دُکھ آپ نے کبھی محسوس ہی نہیں کیا۔ نانو۔! آپ نے صرف اپنی بیٹی کی خاطر میری پرورش کی ہے۔ مجھے اپنے پاس رکھا ہے تاکہ وہ مطمئن رہیں ورنہ مجھ سے آپ کو محبت نہیں ہے۔ آپ نے کبھی مجھے اپنے ساتھ لگا کر یہ نہیں پوچھا کہ تمہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے۔ تمہیں کوئی کمی تو محسوس نہیں ہوتی اور یہ جاننے کی بھی جستجو نہیں کی کہ میں ایکدم سے خاموش کیوں ہو جاتا ہوں اور مجھ سے یہ نہیں کہا کہ تم گھر سے اتنی دیر تک باہر رہتے ہو تو میں پریشان ہو جاتی ہوں۔ مجھے تمہاری فکر ہوتی ہے۔ پوچھا ہے تو صرف اس لیے کہ آپ کی بیٹی نے میری شکایت کی ہے۔ آپ کی چہیتی نواسیوں کو میرا رویّہ اچھا نہیں لگتا۔ نانو۔ نانو پیاری کبھی میری بھی تو سُنتی ہو۔ مجھے بھی تو موقع دیا ہوتا۔" ضبط مشکل ہو رہا تھا۔ نانی کے رویّے پر دُکھ تھا تو بانو اور اُن کی بیٹیوں پر غصّہ کہ انہوں نے نانو سے میری شکایت کیوں لگائی ہے۔ نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبائے وہ گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔

آہ وہ ایک رشتہ جو خدا کی رضا سے مجھ سے چھن گیا۔ اُس کے بعد باقی سارے رشتے کچے دھاگے کی طرح کیوں ٹوٹ گئے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ ہاتھ خالی کیوں رہ جاتے ہیں۔ اور نانو آپ کی بیٹی جو مجھ سے بات کرنا چاہتی ہیں میرے پاس بیٹھنا چاہتی ہیں۔ میں جانتا ہوں۔ یہ سب وہ محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر نہیں کرتیں۔ انہیں مجھ سے پیار نہیں ہے مجھے یقین ہے۔ اُن کے اندر کہیں اُس

ر کا احساس موجود ہے جو انہوں نے ننھے بچے پر توڑا
ے دنیا کے میلے میں تنہا چھوڑ کر وہ خوشیاں
ی کرنے نکل کھڑی ہوئی تھیں۔ اس بچے کا رونا
وقت تو ان کے قدم نہیں روک سکا تھا مگر وہ
وم بلکا اب ضرور انہیں ڈسٹرب کرتی ہے مگر
اب وہ بچہ بڑا ہو چکا ہے۔ اُسے ان کے سہارے کی
ورت نہیں اور وہ ایسا بھولا بھی نہیں کہ ان کے
ے غم بھلا کر انہیں تسلی اور مروت کے ہار پہنا دے ایسا
بھی نہیں ہوگا۔

اس نے دائیں ہاتھ کا گھونسا پوری قوت سے بائیں ہتھیلی پر دے مارا۔ ضبط کی کڑی منزلوں سے گزرنے کا وہ بچپن ہی سے عادی رہا تھا اب بھی کچھ دیر کرب میں ادھر سے اُدھر ٹہل کر اس نے خود کو باور کرایا کہ خود کو کبھی ان لوگوں پر عیاں نہیں کرنا۔ یہ کبھی ظاہر نہیں ہونے دینا کہ کسی کے رویے نے کہاں کہاں تجھے رنج دیا ہے۔ کتنی بار ٹوٹا ہوں اور کن مشکلوں سے میں نے خود کو جوڑا ہے۔

کچھ دیر بعد جب وہ کمرے سے نکلا تو ہاتھ میں بیٹ تھا اور چلا چلا کر وہ پوچھ رہا تھا۔

"بھئی کون کون کرکٹ کھیلے گا؟"

"اے بھو دیکھی ہے اس لڑکے کی عقل۔ بھری دوپہر میں کرکٹ کھیلنے کی سوجھی ہے۔"

اپنے کمرے میں بیٹھی کشور جہاں جو اس وقت بانو اور بڑی بہو سے باتیں کر رہی تھیں اس کی آواز سن کر ماتھے پر ہاتھ مار کر بولیں۔

"فاری کو سمجھانا آسان تھوڑی ہے جو دل میں سما جائے وہی کرتا ہے اور اب یہ باقی سارے عقل کے اندھے بھی پیچھے لگ جائیں گے۔" بڑی بہو بھی تنگ تھیں۔

"میں سمجھاتی ہوں جا کر۔" بانو اُٹھ کھڑی ہوئیں۔

"رہنے دو۔ کسی کی نہیں سنتا۔" کشور جہاں نے روکنا چاہا مگر وہ کہنے لگیں۔

"میری ضرور مان جائے گا۔"

باہر آئیں تو دیکھا سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا اور نوجوان پارٹی کے اکثر رکن کرکٹ کھیلنے کو تیار کھڑے تھے۔

"ارے بھئی اتنی گرمی میں کھڑے تم سب کیا کر رہے ہو؟" قریب سے بات کا آغاز کیا۔

"کرکٹ کھیلنے لگے ہیں ہم۔ کھیلیں گی آپ؟" جفار کا لہجہ سپاٹ اجنبی اور کچھ گستاخ سا تھا۔ بانو نے اس کی جانب دیکھا وہ انہیں ہی دیکھ رہا تھا مگر پھر منہ پھیر لیا بے نیازی سے چیونگم کا پیکٹ جیب سے نکالا اور ریپر اُتارنے لگا۔

"یہ کونسا وقت ہے کرکٹ کھیلنے کا؟ اتنی گرمی ہو رہی ہے۔ بیمار ہو جاؤ گے تم لوگ۔"

"آنٹی! کچھ نہیں ہوتا ہم تو کھیلتے ہی رہتے ہیں۔" حنا نے فخر سے بتایا۔

"غلط بات ہے۔ اُدھر تمہاری دادی جان ناراض ہو رہی ہیں۔ آجاؤ شاباش۔ شام کو کھیل لینا۔"

"آنٹی! دادی جان تو یونہی پریشان ہوتی رہتی ہیں۔ آپ ان کی باتوں پر نہ جائیں۔ چلو فاری ٹاس کرو۔" ریحان کے انداز میں عجلت تھی۔ جفار نے چپکے سے ایک نظر بانو کے چہرے پر ڈالی۔ اپنی بات رد کیے جانے پر وہ شرمندہ تھیں۔ کچھ سوچ کر اس نے بیٹ شانے سے لگایا اور بولا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ شام کو کھیل لیں گے۔" وہ سچ واقعی تیز ہے۔"

بانو نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو کہنے کے ساتھ ہی چل پڑا تھا۔

"فاری!" ان کے لب ہلے مگر بے آواز جب تک وہ دروازے کے پیچھے غائب نہیں ہو گیا۔ وہ نظریں جمائے اس کے شاندار وجود کو دیکھتی رہیں اور دل اس کی محبت سے معمور ہوتا رہا

"کیا کہہ رہے ہیں اب وہ سارے؟" کشور جہاں کے کمرے میں آئیں تو بڑی جاوج نے اسی اُمید کے ساتھ پوچھا کہ وہ لوگ ہرگز نہیں مانے ہوں گے۔

"کہنا کیا تھا۔ میں نے منع کیا اور میرا بیٹا میری بات رد نہیں کر سکا۔"

"یہ تو بڑی انہونی سی بات ہے ورنہ یہ فاری اور کسی کی مان جائے۔ ناممکن۔"

جی میں آئی ضرور کہا بھی سے کہیں آپ کے اپنے بچے بھی تو موجود تھے۔ انہیں کیوں نہیں بلا لیا آپ

نے اور اگر سب ہی ایک جیسے ہیں تو پھر نام صرف جفار کا ہی کیوں لگے وہ کچھ نہ کہہ سکیں کہ ایسا حق بھی کہاں رکھتی تھیں۔ جفار کو انہی لوگوں نے پالا تھا۔ وہ اس کے لیے احسان مند تھیں اور اتنا حق نہیں رکھتی تھیں کہ اس سلسلے میں کچھ کہہ سکیں۔

شام کو پھر کرکٹ کا شور اٹھا۔ بی بی جان نے کہا بھی کہ جاکر احاطے میں کھیلو۔ یہاں پر شیشے ٹوٹیں گے اور پردے بھی خراب ہوں گے مگر سب نے کہا کہ دھیان سے کھیلیں گے۔

"ماہین تم بھی آؤ ناں۔" ارسلان اسے بلا رہا تھا۔

"نہیں بھئی، مجھ سے نہیں کھیلی جاتی کرکٹ۔"

"کھیلو گی تو کھیلی جائے گی چلو آجاؤ اب۔" وہ چلی آئی۔

"آنٹی آپ کہیں ناں اسے۔" اس نے اب ماہین کی امی کو مخاطب کیا اور ان کے کہنے پر وہ چلی آئی۔

کھیل کا آغاز ہمیشہ کی طرح بڑے زور شور سے ہوا۔ پہلا اوور ریحان نے کروایا۔ دوسرا زبردستی جفار نے کیا۔ سامنے کھڑے فہد نے پورے زور سے شاٹ کھیلا اور بال شامان کے اوپر سے گزرتی ہوئی کسی کام سے ادھر آتی بنیادی پھوپھو کے جا لگی۔

"ہائے ہائے بی بی صاحبہ! مار ڈالا آپ کے لاڈلوں نے۔" وہ اسی وقت نیچے بیٹھ گئیں اور دہائی دی۔

بی بی صاحبہ تک یہ خبر بھاگ بھری نے فوراً پہنچائی اور وہ دونوں بہوؤں، بھانجی اور بیٹی کی سنگت میں چلی آئیں۔ دیکھا تو بنیادی نیچے بیٹھی چلا رہی تھیں اور میچ ہنوز جاری تھا۔

"دیکھا ان بے ہدایتوں کو۔ وہ بے چاری بڈھی جان بلک رہی ہے انہیں پروا نہیں۔ نصرت بیٹی ذرا جاکر اچھی طرح ڈانٹنا۔ میرا تو گلا بیٹھ گیا ہے انہیں سمجھا سمجھا کے۔" انہوں نے بڑی بہو کو بھیج دیا۔

وہ اپنا بھاری بھرکم وجود سنبھالتی فوراً ادھر کو لپکیں سب سے نزدیک اپنا بیٹا ارسلان ہی نظر آیا — جاکر پیچھے سے پکڑ لیا۔

"کیا آپ بھی کھیلنا چاہتی ہیں؟" اس نے آنکھیں جھپک کر حیرت اور خوشی سے دریافت کیا۔

"صرف میں ہی نہیں تمہاری دادی اماں بھی کھیلنا چاہتی ہیں۔ میں کہتی ہوں کیوں اتنے پاگل ہوتے جا رہے ہو۔ وہ بنیادی درد سے بلبلا رہی ہیں اور تم لوگوں کو پروا نہیں اپنے کھیل کی فکر ہے۔"

"بڑی ممانی میں نے خود دیکھا تھا۔ زیادہ چوٹ نہیں آئی۔" بال کروانے کے بعد جفار نے آکر بتایا۔

"اصل میں یہ کھیلنے کی ضد کر رہی تھیں۔ ہم نہیں مانے تو یہ حربہ استعمال کیا۔" حنا کے کہنے کی دیر تھی بنیادی کے رونے اور چلانے میں مزید تیزی آگئی۔

"فاری! یہ کرکٹ کھیلنے کا شوشا بھی تم نے چھوڑا تھا ناں؟"

"جی ممانی! اس میں کیا شک ہے۔" اس نے شانے اچکائے۔

"تمہیں کھیلنے سے ہم منع نہیں کرتے مگر احاطے میں جاکر کھیلتے کیا تکلیف ہوتی ہے ذرا یہ سمجھاؤ مجھے۔"

"امی وہاں، بال درختوں میں غائب ہو جاتی ہے۔ کتنا وقت تو ڈھونڈنے میں لگ جاتا ہے کیوں ماہین؟" ارسلان نے کہتے کہتے اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے کیا پتا۔ میں تو آج پہلی مرتبہ کھیل رہی ہوں۔ اور وہ بھی صرف آپ لوگوں کے کہنے پر۔"

"ہاں یہ بچی مجھے بڑی ذہین اور سنجیدہ مزاج کی لگتی ہے۔" ارسلان کی امی نے پیار بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھا اور ارسلان کا جی چاہا کہہ دے تجھے بھی، مگر عین وقت پر زبان دانتوں تلے دبا کر جملہ روک لیا۔

"چلو جفار اور ریحان بنیادی پھوپھو کو سہارا دے کر ان کے کمرے تک چھوڑ کے آؤ۔"

"ناں بہو بیگم میں ان کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔ یہ تو جو ہڈیاں بچ گئی ہیں کہیں دھکا دے کر وہ بھی توڑ دیں گے۔"

"بنیادی پیاری اتنی بدگمانی بھی اچھی نہیں ہوتی۔" جفار ہنستے ہوئے ان کے پاس فرش پر بیٹھ گیا۔

"حور لب! تم اور شامان چھوڑ کر آؤ بنیادی پھوپھو کو۔" نصرت بیگم نے اب ان دونوں سے کہا جفار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ہم احاطے میں جا رہے ہیں۔ اب ادھر ہی آجانا تم دونوں۔" ارسلان نے ان لڑکیوں سے کہا۔

"نہیں میں نہیں کھیلوں گی۔ پھوپھو کے پاس

ہاری ہوں۔" حورب نے بنیادی کو سہارا دیتے ہوئے بتایا۔

"میرا بھی موڈ نہیں۔" ماہین تو پہلے ہی مارے غصے کھیل رہی تھی۔

"چلو پھر رہنے ہی دیتے ہیں۔ ماہین نہیں کھیل رہی تو ارسلان کے لیے بھی کوئی دلچسپی باقی نہیں رہی تھی۔

جفار کسی سے کچھ کہے بغیر چلا آیا اور جب حورب بنیادی بوا کو کمرے میں پہنچا کر واپس آرہی تھی تو روک لیا۔

"کہاں جارہی ہو؟"

"پھوپھو کے پاس۔ سچ جب سے آئی ہیں ٹھیک سے بیٹھ کر بات ہی نہیں ہو سکی۔"

"ہونہہ بڑا پیار ہے تمہیں پھوپھو جان سے۔"

"ہاں تو نہیں ہونا چاہیے کیا؟ میری ایک ہی تو پھوپھو ہیں۔ اور فار یو انفارمیشن تم پہ حیرت ہوتی ہے تم اپنی امی سے ذرا بھی محبت نہیں رکھتے۔ بات تک نہیں کرتے اُن سے۔ حالانکہ وہ تمہیں اتنا چاہتی ہیں۔"

"میں بھی ان کا احترام کرتا ہوں اور جہاں تک محبت کا سوال ہے تو یار میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اب کس طرح اُن کو ماں سمجھوں اور بیٹا بن کر لاڈ کروں۔ اصل میں، میں تو اب نانو کو ہی سب کچھ سمجھتا ہوں اور تم لوگوں کی طرح وہ میرے لیے بھی اب یس آنٹی ہی ہیں اس سے زیادہ میں انہیں، کچھ نہیں سمجھ سکتا۔ یہ میری مجبوری ہے۔"

"تم ماما اور کرن وغیرہ سے بھی بات نہیں کرتے۔ تمہارا رویہ انہیں محسوس تو ہوتا ہوگا۔"

"اصل میں یار! مجھے لوگوں سے فری ہوتے ہوئے ذرا وقت لگتا ہے۔ ہنسو نہیں یہ حقیقت ہے۔"

"جی اور وہ جو ماہین اور نوین ہیں۔ ان سے تو بڑی ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہو۔"

"وہ تو انہوں نے خود ہی کوشش کی تھی اور ویسے بھی وہ مجھے اچھی لگی تھیں اور یہ ماما وغیرہ تو فجر سے اتنی چھوٹی ہیں۔ میری سمجھ میں یہ بھی نہیں آتا کہ ان سے کیا بات کروں ورنہ میری کوئی دشمنی تو نہیں ہے اُن سے۔"

"اچھا آؤ پھر پھوپھو کے پاس چل کر بیٹھتے ہیں۔"

"چلو۔" وہ جھٹ مان گیا اور ساتھ ہو لیا۔

یہ اور بات کہ بانو کے پاس بیٹھ کر بھی اس نے ان سے کوئی بات نہیں کی۔ چھوٹی ممانی اور نوین سے باتیں کرتا رہا۔

ماہین کے سلسلے میں ارسلان نے اپنی امی سے بات کی تھی۔ انہیں بھی یہ لڑکی اچھی لگتی تھی جب ماہ لقا سے بی بی جان نے اس سلسلے میں بات کی تو انہوں نے انکار نہیں کیا۔

بڑی خوشی سے یہ رشتہ قبول کر لیا۔ ماہین کو علم ہوا تو اس کے سینے میں چھن سے کچھ ٹوٹ گیا مگر بے آواز وہ خالی خالی نظروں سے ماں کی صورت دیکھنے لگی۔

"تمہیں کوئی خوشی نہیں ہوئی؟" وہ پریشان ہو گئیں کہ پہلے ہی نوین کی جانب سے پریشان تھیں جس نے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ شادی کرے گی تو صرف اپنی پسند سے ورنہ ساری عمر یونہی بیٹھی رہے گی۔

"امی! کیا آنٹی بانو نے اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کی؟" اُس نے سر جھکا کر ڈکے چبے لفظوں میں اپنی پسند واضح کر دی۔

"ہوں تو یہ بات ہے۔ مختار مجھے بھی پسند ہے مگر جب سے بانو آئی ہیں میں نے یہ خیال ہی دل سے نکال دیا ہے۔ دراصل ہم دونوں میں کبھی نہیں بنی۔ وہ اپنے بیٹے کے لیے میری بیٹی کا رشتہ چاہیں۔ ناممکن، ماہین بیٹا ارسلان بہت اچھا لڑکا ہے۔ تم اپنے دل سے باقی تمام خیالات جھٹک دو اور صرف اُس کے بارے میں سوچو۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ ارسلان واقعی بہت اچھا تھا۔ قصور تو ماہین کے دل کا تھا جس نے جفار کو سوچا تھا مگر وہ شکر کرتی تھی کہ ابھی وہ اُس کی سوچوں میں بہت دُور تک نہیں چلا گیا تھا ابھی وہ اس مقام پر تھی کہ واپسی ممکن تھی اور تھوڑی کوشش کے بعد اس نے خود کو سمجھا لیا۔

نوجوان پارٹی تک یہ رشتہ طے ہو جانے کی خبر پہنچی تو ایک شور مچ گیا۔ جفار نے ارسلان کی ٹانگیں پکڑ لیں۔

ریحان نے بازو اور پھر اُسے خوب جھولے دیے گئے۔ مشغلی کی باقاعدہ رسم تین چار روز بعد ہونی تھی۔ ماہ لقا کے شوہر چار برس قبل فوت ہو گئے تھے۔ بیٹا کوئی تھا نہیں اور انہیں بیٹیوں کے رشتوں کی جلدی تھی۔ بی بی جان نے تاریخ رکھی اور انہوں نے کوئی اختلاف نہیں کیا۔

"تین چار روز بعد مگر بی بی جان ہم کپڑے کیسے سلوائیں گے؟" لڑکیوں نے احتجاج کیا۔

"یہ تم لوگوں کا مسئلہ ہے۔" انہیں کوئی سروکار نہیں تھا۔

"پھر پیسے دیں جلدی سے ہم لوگ بھی بازار جائیں گے۔"

"ریحان! ڈھولک کا پتا کرو۔ ہم لوگ آج ہی سے شادی بیاہ کے گیت گائیں گے۔" شاماں نے بھائی سے کہا۔

"خبردار۔ یہ ڈھولک کی بات دوبارہ نہ کرنا۔ تم لوگوں کی مسلسل باتوں سے پہلے ہی میرے سر میں درد رہنے لگا ہے۔ تم اوپر سے مزید غوغا مت مچھوڑو۔" بی بی جان نے فوراً ڈانٹ دیا۔

"نانو! ڈھولک کے بغیر خاک مزا آئے گا۔ یہ تو ضرور آئے گی۔" جعفار نے اعلان کیا۔

"جب تمہارا رشتہ کروں گی تو ایک کے بجائے دو رکھ لینا اور سارا دن بجاتے رہنا مگر اب میرا سر نہ کھاؤ۔ طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے میری۔"

"نانو کو اپنے سب سے بڑے پوتے ارسلان احمد سے کوئی محبت نہیں ہے۔" اس نے جھٹ سے اعلان کر دیا اور وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔

"اماں جان منگوانے دیں۔ زیادہ نہیں بجائیں گے۔" نصرت بیگم آخر ارسلان کی ماں تھیں۔ سو چاچے کی خوشی ہے اس موقعہ پر سب کی جانب سے خوشی کا بھرپور اظہار بہت ضروری ہے اور بی بی جان بہو کی بات نہ ٹال سکیں۔ دن تھوڑے تھے اور کام بہت زیادہ لڑکے لڑکیاں سارا دن بازار کے چکر لگاتے اور شام کو ڈھولک سنبھال کر بیٹھ جاتے۔ ٹھیک طرح سے بجانا کسی کو نہیں آتا تھا۔ مگر شوق سب کو تھا۔ لڑکے لڑکیوں میں گانوں کے مقابلے ہوتے جو آخر میں جا کر باقاعدہ لڑائی میں تبدیل ہو جاتے۔ ارسلان موقع کی تلاش میں رہتا تھا کہ ماہین کہیں نظر آ جائے جب کہ آنٹی ماہ لقا نے اُسے باقاعدہ پردے میں بٹھا دیا تھا۔

ایک دو بار نظر بچا کر وہ ملنے چلا آیا۔ اُس کی محبتیں اور بے تابیاں ماہین کے دل میں گھر کر گئی تھیں۔ گھرانے نقش مٹ چکے تھے اور وہ اتنا اچھا ساتھی عطا کرنے پر خدا کی شکر گزار تھی۔

اِدھر جعفار کی نظریں حورب کے گرد منڈلاتی رہتی تھیں۔ ہر روز سج دھج کے جب لڑکیاں ڈھولک سنبھالتیں تو اس کا ہر انداز اس کے دل میں اتر جاتا مگر وہ کچھ ایسی نادان تھی کہ کچھ بھی نہ سمجھ پاتی تھی اب اس نے سوچا تھا کہ کسی روز موقع پا کر حورب سے کہہ دینا ہے۔ حورب اسے اپنی پہلی خوشی لگتی تھی اور اسے پانے کا خیال ہی جعفار کے لیے نشاط انگیز تھا۔

"دیکھو شاماں آج ڈھولک مجھے دو۔ تم روز ہی قبضہ جما کر بیٹھ جاتی ہو۔" شاماں آج ہی قبضہ جمانے کے موڈ میں تھی

"ہاں چلو آج اسے بجا لینے دیتے ہیں۔" حنا کو بھی خیال آ گیا۔ شاماں نے منہ بنا کر جگہ چھوڑ دی اس سے پہلے کہ وہ آ کر بیٹھتا۔ اچانک بانو کی ندا آگے آئی یہ کہتے ہوئے کہ تھوڑی سی میں بھی بجاؤں گی۔ جعفار نے ہاتھ بڑھا کر ایک دم بہت سختی سے اس کا بازو ہاتھ میں پکڑا اور دھکا دے کر پیچھے کر دیا۔ وہ گرتے گرتے بچی۔ اس نے پروا نہیں کی آ کر بیٹھ گیا۔ ماہا نے چھوٹی سی لاڈلی بہن کی آنکھوں میں آنسو دیکھے ایک نظر مسکرا کر حورب سے باتیں کرتے جعفار پر ڈالی اور پھر اُٹھ کر بہن کے پاس چلی آئی۔ آٹھ سالہ ندا اس کے ساتھ لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ جعفار نے بہت زور سے پکڑا تھا۔ اُس کے بازو میں درد ہو رہا تھا۔ ماہا اسے وہاں سے لے آئی۔ جعفار کے رویے پر اس کا اپنا دل بھر آ رہا تھا مگر کہا کچھ نہیں۔

ندا بانو کے پاس آئی اور روتے ہوئے اپنا بازو دکھایا۔ جہاں واضح سرخ نشان بن گیا تھا۔

"اتنی بھتیا کو یوں نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ہم تو ان سے اتنا پیار کرتے ہیں۔" ماہا کی آنکھیں بھی بھر آئیں۔ چھوٹی ندا، بانو کو بہت پیاری تھی اور تھی بھی ابھی وہ بہت چھوٹی۔ اس کی تکلیف انہیں اپنے دل میں محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اُٹھ کر ہال میں چلی آئیں جہاں اس وقت یہ سب لوگ جمع تھے۔

"جفار!" انہوں نے جاتے ہی اسے پکارا۔ وہ سر اٹھا کر سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔

"آپ نے کیا کہا ہے ندا کو؟"

"مجھے کیا ضرورت ہے کچھ کہنے کی۔" وہ سمجھ گیا ندا نے شکایت لگائی ہے غصہ تو بہت آیا مگر لہجہ گستاخ نہیں ہونے دیا۔ مگر انداز میں خود سری ضرور تھی۔

"اتنی زور سے اس کا بازو پکڑا ہے نشان بن گیا ہے۔ وہ بہت لاڈلی ہے۔ ہم تو کبھی ڈانٹتے بھی نہیں اسے، آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا بیٹا، وہ بہت رو رہی ہے۔"

جفار نے سر جھکا لیا اسے پتا تھا کہ چہرا اس وقت اندر کی تمام کیفیات کا غماز ہوگا اور وہ ہمیشہ کی طرح پردہ رکھنا چاہتا تھا۔ وہ اتنا کہہ کر چلی گئیں اور جفار بھی ڈھولک ایک طرف کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہیں کیا ہوا؟ بیٹھو ناں اتنا مزا آ رہا تھا سب نے روکا مگر وہ جواب دیے بغیر چلا آیا۔

"اسے برا لگا ہے۔" حنا نے کہا۔

"مگر برا لگنے والی بات تو نہیں تھی پھوپھو نے ٹھیک ہی تو کہا تھا جفار آرام سے بھی تو بات کر سکتا تھا ندا سے۔" شاماں نے پھوپھو کی حمایت کی۔

جفار اپنے کمرے میں چلا آیا تھا اور چہرے پر ہاتھ رکھے گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔

"وہ بہت لاڈلی ہے۔ ہم تو کبھی ڈانٹتے بھی نہیں ہیں اسے۔"

بانو کی آواز جیسے سارے کمرے میں چکرا رہی تھی۔ خود پر قابو مشکل ہو رہا تھا۔ وہی نہیں یہ تینوں ہی بہت لاڈلی ہیں۔ انہیں تکلیف پہنچے تو آپ چپ نہیں رہ سکتیں اور میں؟ کبھی میرے بارے میں نہیں سوچا آپ نے۔ میں تو ندا سے بھی بہت چھوٹا تھا جب آپ مجھے دوسروں کے آسرے پر چھوڑ کر خود نئے سفر پر چل نکلی تھیں۔ مجھے کس کس نے ڈانٹا ہوگا۔ میرے چہرے پر کتنے نشان ثبت ہوئے ہوں گے اور گھٹ گھٹ کر کتنا رویا ہوں گا میں کس سے شکایت کرتا۔ کون میری سائیڈ لیتا۔ میں تو بالکل اکیلا تھا۔ آپ کے ہوتے ہوئے بھی میرا کوئی نہیں تھا۔ باپ تو مر گیا تھا آپ جیتے جی مجھ سے دور ہو گئی تھیں۔ اگر میرا باپ زندہ ہوتا تو کیا پھر بھی یہ سب کچھ ہوتا میرے ساتھ۔ نہیں ناں ہیں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔ وہ منہ پر تکیہ رکھ کر لیٹ گیا۔

بانو نے کہنے کو تو جفار سے یہ سب کہہ دیا تھا مگر محسوس کیا تھا اتنے آرام سے سمجھانے کے باوجود اس نے برا مانا تھا اور اب وہ پچھتا رہی تھیں۔ ندا برابر روئے جا رہی تھی اور اب انہیں اس کے رونے پر غصہ آ رہا تھا۔

"چپ کر جاؤ اب اتنا بھی کچھ نہیں کہہ دیا اس نے۔"

"میرے بازو میں درد ہو رہا ہے۔ بھیا نے اتنی زور سے پکڑا تھا۔"

"چلو جا کر بہنوں کے ساتھ بیٹھو۔ ٹھیک ہو جائے گا تمہارا بازو۔" وہ خود بکھر رہی تھیں۔

"پھوپھو! کیا ہوا آپ کو؟" حورب چلی آئی۔

"کچھ نہیں۔" وہ بمشکل کہہ سکیں۔ دل بھر بھر آ رہا تھا۔

"پھوپھو رو رہی ہیں۔" وہ نیچے کارپٹ پر ان کے قدموں میں آ بیٹھی۔

"شاید مجھے فاری سے ایسے نہیں کہنا چاہیے تھا اس نے محسوس کیا ہے۔"

"ارے نہیں پھوپھو جی! یہ آپ کا وہم ہے۔ وہ اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کو محسوس نہیں کرتا بلکہ بڑی سے بڑی بات بھی اثر نہیں کرتی اس پر۔" حورب نے انہیں تسلی دینا چاہی۔

"نہیں اس کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ میری بات اسے بہت بری لگی ہے۔ تمہیں نہیں پتا حورب وہ مجھے کتنا پیارا ہے۔ زندگی نے ایسے ایسے امتحان لیے کہ اپنی جان سے دور ہو گئی۔ ماہا کے لئے کے سینے میں دل نہیں پتھر ہے۔ انہیں میرے احساسات کی کبھی پروا نہیں رہی۔ ہمیشہ مجھے میرے بچے سے دور رکھا۔"

بانو ہاتھوں میں چہرا چھپا کر رونے لگیں۔

"نہیں پھوپھو نہیں آپ مت روئیں۔ میں دیکھتی ہوں فاری کو۔ اور مجھے یقین ہے بیٹھا ہوگا دادی اماں کے پاس جا کر اس نے ذرا بھی مائنڈ نہیں کیا ہوگا۔"

"میں جانتی ہوں، میرا بیٹا ناراض ہے مجھ سے، باقی سب سے اتنی باتیں کرتا ہے مگر مجھے دیکھتے ہی اٹھ کر چلا جاتا ہے، اگر بیٹھا رہے تب بھی خود سے مخاطب

ہونے کی کوشش نہیں کرتا۔"

"پھوپھو! آپ اس سے بہت پیار کرتی ہیں، اس لیے ایسے سوچتی ہیں۔ حالانکہ اس کے دل میں تو ایسی کوئی ـــ بات نہیں ہے۔ میں نے پوچھا تھا اس سے۔ کہہ رہا تھا اصل میں میں اب بی بی جان کو ہی ماں سمجھتا ہوں اور آپ کے بارے میں کہنے لگا۔ تم لوگوں کی طرح میں بھی انہیں اپنی آنٹی ہی سمجھنے لگا ہوں۔ بی بی جان نے مجھے اتنا بڑا کیا ہے۔ مجھے اپنے ساتھ رکھا ہے۔ میرے لیے سب کچھ وہی ہیں۔"

"وہ تو ماہا، ندا سے بھی بات نہیں کرتا۔"

"ہاں پھوپھو کہہ رہا تھا ان کے بارے میں کہ مجھ سے اتنی چھوٹی ہیں میں۔ اُن سے کیا بات کروں۔"

بانو کو حورب پر بے اختیار پیار آگیا۔ کتنا چاہتی تھی وہ اپنی پھوپھو کو۔ ان کی خاطر جبغار کو بھی سمجھاتی رہتی تھی۔ انہوں نے اس کی پیشانی چوم لی۔

"میں دیکھتی ہوں۔ جبغار آپ کہاں ہے۔" وہ مسکراتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی۔

جبغار کو گھٹن کا شدید احساس ہو رہا تھا۔ وہ سر لطیف کے ہاں چلا آیا۔ سر لطیف کی باتیں، ان کا دھیما لہجہ۔ اس کے اندر سکون بن کر اترتا تھا۔ جبغار سیمابی طبیعت کا مالک تھا۔

یونیورسٹی میں بھی وہ اپنی تیزی طراری اور دلچسپ باتوں کی وجہ سے شہرت رکھتا تھا۔ کلاس میں بھی زیادہ دیر خاموش رہنا اس کے لیے ناممکن ہوتا تھا اور یہ سر لطیف ہی تھے جو اس کے ہر اوٹ پٹانگ سوال کا جواب بھی بڑے تحمل اور خوشگوار انداز میں دیا کرتے تھے۔

بہت جلد ایسا وقت آگیا کہ وہ سر کی عزت کرنے لگا۔ اس کا جی چاہنے لگا کہ وہ ان کے پاس بیٹھے اور ان سے بہت باتیں کرے۔ وہ ان کی شخصیت میں اپنے ابو کو ڈھونڈنے لگا اور ایک شام ان کے گھر چلا آیا۔ وہ حسب معمول پیار سے ملے اور پھر ان کے ہاں آنا جانا اس کا معمول بن گیا۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ اس لڑکے کی شخصیت بکھری بکھری سی ہے۔ اس کے ساتھ کوئی پرابلم ہے۔ کہنے سے جھجکتا ہے۔ اپنے رویے کو بہت نرم بنا کر وہ اسے کھل کر بات کرنے کا موقعہ فراہم کرتے تھے اور بہت مرتبہ ایسا ہوا کہ جبغار نے سب کہنے کا ارادہ باندھ لیا مگر لفظ ادا ہوتے ہوتے رہ گئے۔ وہ جھجک گیا۔ وہی بات کیا سب کچھ جان لینے کے بعد بھی سر کا رویہ میرے ساتھ ایسے ہی دوستانہ اور مشفقانہ ـــ رہے گا، دل کہتا۔ نہیں صرف ہمدردی کے جذبات باقی رہ جائیں گے۔ سر مجھ پر ترس کھائیں گے اور یہ اسے کسی طور بھی منظور نہیں تھا۔ وہ کسی کے سامنے بھی بے چارا بننا نہیں چاہتا تھا۔ اُسے اپنی ذات سے محبت تھی اور وہ خود کو مکمل شخصیت کے طور پر ہی منوانا چاہتا تھا۔ ہاں مگر وہ ایسے چہروں کی تلاش میں رہتا تھا جن کی آنکھوں میں اس کے لیے محبت کی گہری تحریر چمکتی نظر آتی تھی۔

سر لطیف اس سے مل کر خوش ہوتے تھے۔ جبغار نے اس بات کو محسوس کیا تھا۔ عباس کے دادا بہت شفقت سے پیش آتے تھے۔ اپنے سے دوگنی عمر کے مردوں میں بیٹھ کر ان سے باتیں کر کے تسکین ملتی تھی۔ اب تو اسے لگنے لگا تھا۔ عباس سے زیادہ اس کے دادا سے اس کی دوستی ہوتی جا رہی ہے۔ بڑے اور چھوٹے ماموں بزنس میں مصروف رہتے تھے۔ ان کے پاس اپنے بچوں کے لیے بھی ٹائم نہیں ہوتا تھا۔ جبغار کے لیے کہاں سے نکالتے مگر اسے ان دونوں کی شخصیت میں بھی کشش محسوس ہوتی تھی۔ بانو کی آنکھ میں اس کے لیے کتنی محبت ہے۔ کیسا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے اس نے کبھی غور ہی نہیں کیا کہ بانو کی جانب سے اس کا دل بدگمان تھا اور اب یہ بدگمانی مزید بڑھ گئی تھی۔

حورب اسے ڈھونڈتی رہی۔ وہ نہیں ملا اور وہ کسی کو بتا کر بھی نہیں گیا تھا کہ اس کے خیال میں اس گھر کے مکینوں کو اس کی پروا ہی نہیں تھی۔ وہ چاہے ساری رات واپس نہ آتا۔ کون تھا جو اس کے لیے پریشان ہوتا اور ساری رات آنکھوں میں کاٹ دیتا۔ حورب تھوڑی دیر کے بعد اس کے کمرے میں آکر دیکھتی رہی کہ آیا ہے یا نہیں۔ رات کے دس بجنے کو تھے اور اس کا کچھ پتا نہیں تھا۔ حورب نے بانو سے کچھ نہیں کہا۔ جانتی تھی۔ وہ پریشان ہو جائیں

ی اور جب بارہ بجے کے قریب وہ واپس آیا تو گھر کے سارے مکین سو چکے تھے۔ اسے اپنے انتظار میں کسی کے اب تک جاگنے کی توقع بھی نہیں تھی سو خاموشی سے اپنے کمرے میں چلا آیا۔

جب بستر پر لیٹا تو پھر شام کا واقعہ ذہن میں تازہ ہوگیا۔ ندا کی خاطر وہ اسے سرزنش کر رہی تھیں۔ دل میں طوفان لیے وہ بہت کچھ سوچتا اور رنجیدہ ہوتا آخر نیند کی وادیوں میں اتر ہی گیا۔

رات کو نیند بھی ٹھیک طرح سے نہیں آئی۔ کئی مرتبہ آنکھ کھلی اور صبح وہ اپنے ابو سے ملنے قبرستان چلا گیا۔ دعا کے بعد دیر تک وہاں بیٹھا رہا۔ دور تک پھیلا قبرستان خاموش، اداس اور ویرانی کا پتا دیتا ہوا۔ کبھی یہ لوگ بھی کسی نہ کسی کے پیارے رہے ہوں گے مگر اب چپ چاپ خاک اوڑھے یہاں پڑے ہیں۔ کوئی پھول چڑھانے بھی آتا ہے یا نہیں، زندہ لوگوں کی دنیا میں مرنے والوں کو دل سے اتار دینے کا رواج کیوں ہے۔ دل کے قریب ہونے والا جب چلا جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا لے لیتا ہے۔

"بابا! کبھی انہوں نے آپ کی غیبت کی قسمیں کھائی ہوں گی۔ آپ ہی ان کی زندگی رہے ہوں گے۔"

"حورب بیٹی! ذرا دیکھو تو، جفار کہاں ہے۔ وہ ناشتے کی ٹیبل پر کیوں نہیں آیا؟" بانو نے آتے ہی اس کی کمی کو محسوس کیا۔ پھوپھو کے کہنے کی دیر تھی وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ جا کر دیکھا جفار اپنے کمرے میں موجود نہیں تھا۔ اسے یاد آیا۔ رات گئے تک وہ واپس نہیں لوٹا تھا۔ کہیں ایسا تو نہیں۔ کہ وہ آیا ہی نہ ہو۔ وہ واقعی ناراض تو نہیں ہوگیا۔ اسے فکر ہوئی۔ کچن میں کام کرتی بھاگ بھری سے جفار کے بارے میں پوچھا۔

"صبح صبح کہیں چلے گئے تھے۔ میں نے پوچھا بھی جواب نہیں دیا۔"

"تمہیں یقین ہے جفار ہی تھا ناں؟"

"لو جی میں بھلا فاری صاحب کو نہیں پہچانتی۔ وہی تھے مجھے پکا یقین ہے۔"

"رات کس وقت آیا تھا؟" حورب کو اطمینان ہوا تو پھر رات کے بارے میں پوچھا۔ "پتا نہیں رات تو میں نے انہیں نہیں دیکھا۔" وہ پھر سے کام میں مصروف ہوگئی، حورب نے آکر بانو سے کہہ دیا۔

"صبح صبح کہیں نکل گیا ہے۔"

"اس سے پہلے بھی کبھی ناشتے سے پہلے یوں کہیں گیا ہے؟"

"جی پھوپھو اکثر وہ چلا جاتا ہے۔ آپ خواہ مخواہ کیوں فکر کرتی ہیں۔ وہ کوئی بچہ تھوڑی ہے۔" حورب نے ہنس کر تسلی دی۔

آج شام ماہین اور ارسلان کی نسبت ٹھہرائی جانی تھی۔ کچھ زیادہ لوگ مدعو نہیں تھے بس۔ گھر کے افراد اور ان سب کے جان پہچان والے کچھ لوگ اگرچہ یہ سب سادگی سے کرنے کا پروگرام بنایا گیا تھا مگر پھر بھی چونکہ مہمان آرہے تھے۔ سو کام بہت تھے سب ہی مصروف تھے۔ فرنیچر، اور کراکری وغیرہ سیٹ کرتے کرتے کافی ٹائم ہونے لوآیا تھا۔ جفار گھر نہیں لوٹا تھا اور اس پہ ریحان وغیرہ کئی مرتبہ حیرت کا اظہار کر چکے تھے۔ فہد تو ارسلان سے کہہ رہا تھا۔ "اب آئیں تو ان سے بات بھی مت کیجیے گا۔ آپ کی زندگی کا اہم ترین دن ہے اور وہ گھر سے فرار ہوگئے ہیں۔"

"اور کیا کاموں سے بچنے کے لیے فاری نے اچھا طریقہ نکالا ہے۔" حنا بھی کمر درد کرنے لگی تھی۔ ادھر سے ادھر بھاگتے دوڑتے۔

"کاش میں نے بھی عقل مندی سے کام لیا ہوتا اور اس کے ساتھ ہی فرار ہو جاتا۔" ریحان کو اب افسوس ہو رہا تھا۔

شام کو رسم ادا ہونے سے کچھ ہی دیر پہلے وہ گھر واپس آیا۔ سب لوگ تیار ہونے میں لگے تھے۔ آتے ہی وہ ارسلان سے ملا اور گلے لگا کر مبارک باد دی۔

"ابھی رسم ہونا باقی ہے۔" اس نے ناراضگی کے عالم میں اطلاع دی۔

"ہو جائے گی رسم بھی۔ روتے کیوں ہو؟" جفار سمجھ تو گیا تھا کہ وہ اس سے ناراض ہے مگر پھر بھی بات کو دوسری طرح سے لیا۔

"کہاں مر گئے تھے تم۔ سب ناراض ہیں تم سے۔"

ہائے ایسے ہی موقعہ پر شاعر نے کہا ہے۔

تم بھی خفا ہو، لوگ بھی برہم ہیں دوستو
اب ہو چلا یقین کہ بُرے ہم ہیں دوستو

جفار کا انداز ایسا تھا کہ ارسلان پشیمان ہو کر اسے یقین دلانے لگا کہ ناراض نہیں ہوں۔ بس تمہاری کمی محسوس ہو رہی تھی۔"

"فاری بیٹا! کہاں رہے سارا دن؟" بانو چلی آئیں، گرین اور آف وائٹ پرنٹڈ ساڑھی میں وہ کتنی باوقار کس قدر اچھی لگ رہی تھیں۔ فاری کا دل ہُوکنے لگا۔

"آنٹی! اس کو کام تھا ایک، بس اس لیے جلد آ نہ سکا۔ میں نے کافی ڈانٹا ہے۔ بس آپ اب کچھ مت کہیے گا۔ جاؤ فاری! تم بھی لباس تبدیل کر لو۔" ارسلان نے کہنے کے ساتھ ہی اسے دھکیلا۔ وہ تھکے تھکے انداز میں سر نیچے کر کے چل پڑا۔

اتنی گہما گہمی اور رنگ و بو میں بھی اُس کا دل نہیں لگ رہا تھا گھبرایا سا ایک طرف کھڑا تھا جب کہ باقی سب بہت خوش تھے۔ حورب شوخ کپڑوں میں ہنستی مسکراتی اسے بہت اچھی لگی تھی۔ اس کا جی چاہا تھا اس کے پاس جائے اور اُس کی تعریف کرے مگر جب وہ جا کر ماہا اور کرن کے ساتھ بیٹھ گئی تو اسے اپنا ارادہ ترک کرنا پڑا۔ پھر جب بھی اس نے اُس پر نظر ڈالی۔ وہ انہی دونوں کے ساتھ نظر آئی۔

ماہین کو انگوٹھی پہنائی گئی سب نے ارسلان اور ماہین کو مبارک باد دی، جفار سب سے آخر میں گیا، ماہین کے سر پر ہاتھ رکھا اور ارسلان کو گلے لگا لیا۔

"فاری! تم تو یوں جذباتی ہو رہے ہو جیسے ارسلان کی ڈولی اٹھنے لگی ہے۔" ریحان کے کہنے پر قہقہہ پڑا۔ وہ بھی دھیرے سے مسکرا دیا اور پھر منظر سے ہٹ گیا۔

"امی! مجھے نیند آ رہی ہے۔" ندا کی آواز پر اس نے پلٹ کر دیکھا۔

"چلو۔ میں اپنی جان کے پاس بیٹھتی ہوں۔ تم سونے کی کوشش کرو۔" وہ پلک کے جھپکتے ہو گیا اور بانو ندا کو ساتھ لیے اندر چلی گئیں۔

"فاری! او فاری تم نے حورب کو دیکھا ہے۔" وہ سیڑھیوں پر بیٹھا تھا جب حورب چلی آئی۔

"ہاں، وہ اس کے برابر آ کھڑا ہوا۔

"کہاں ہیں وہ؟" جفار جو کب سے اس سے بات کرنے کا موقع تلاش کر رہا تھا۔ اب اس کے منہ سے اس ذکر پر کچھ ایسا گرم ہوا کہ سب بھول گیا۔ کہا تو اتنا۔

"مجھے یہ بتاؤ۔ تم ہر وقت ان کے پیچھے پیچھے کیوں پھرتی رہتی ہو؟"

"ارے تم اتنے گرم کیوں ہو رہے ہو؟" وہ واقعی حیران تھی۔ اس بات کا جواب جفار کے پاس نہیں تھا۔

"مجھے لگتا ہے آج پھر تمہیں دورہ پڑا ہے۔"

"بکواس نہ کرو۔" وہ غصے سے بولا اور حورب ڈر کر بھاگ آئی۔

اس کے جانے کے کچھ دیر بعد اسے خیال آیا کہ وہ اب خود پر کنٹرول نہیں رکھ پاتا۔ بہت جلدی آؤٹ ہونے لگتا ہے۔ پتا نہیں کب جانا ہے ان لوگوں نے۔ میں ضرور پاگل ہو جاؤں گا بلکہ شاید ہو گیا ہوں۔

حورب کو پھوپھو مل گئیں مگر اس نے جفار کے رویے کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ سوچا اگر باز پرس کریں گی تو بھی وہ بُرا مانے گا کہ میری شکایت لگائی ہے اور اگر اُسے کچھ نہیں کہیں گی تو خود ضرور پریشان ہوں گی۔ بہتر یہی ہے ان سے کچھ نہ کہا جائے۔

وہ بانو کے قریب خاموش بیٹھی تھی اور بانو اسے بڑے غور سے دیکھ کر آپ ہی آپ مسکرائے جا رہی تھیں۔ حورب انہیں بہت پیاری تھی۔ وہ یہ آرزو رکھتی تھیں کہ اپنے بیٹے جفار کے لیے اسے بیاہ مانگ لیں۔ بے شک جفار ان سے کتراتا تھا۔ بات کرنا بھی پسند نہیں کرتا تھا مگر تھا تو ان کا بیٹا۔ اس حقیقت سے تو وہ کسی طرح انکار نہیں کر سکتا تھا۔ اور انہیں یقین تھا۔ ایک روز وہ بے قصور ماں کے تمام قصور معاف کر دے گا۔ جان لے گا کہ ماں کا کوئی دوش نہ تھا۔ وہ بھائیوں کے آگے بے بس تھیں اور شادی کے وقت انہوں نے یہ شرط رکھی تھی کہ جفار کو ساتھ لے کر جائیں گی مگر دوسرا شوہر اس معاملے میں

سخت گیر، تلخی مزاج اور اکھڑ تھا کہ وہ سہم کر رہ گئی، سوچا۔ جعفار کے لیے اس جہنم سے کہیں بہتر نانی کا گھر ہے۔ اس کے لیے وہیں رہنا بہتر ہے۔

حورب کو دیکھتے ہوئے وہ سوچ رہی تھیں کہ بہت جلد بی بی جان سے مشورہ کریں گی اور پھر بھیا اور بھابھی سے بات کر کے اسے اپنے جعفار کی دلہن بنا دیں گی۔

آئندہ دو تین روز تک انہیں موقعہ نہیں مل سکا۔ کرن کو بخار آنے لگا تھا۔ اسی کی پریشانی میں رہیں پھر ماہ لقا اور اُن کی دونوں بیٹیاں واپس جا رہی تھیں۔ اب تو دہرا رشتہ ہو گیا تھا جاتے وقت بی بی جان نے ان تینوں کو تحائف ـــــ دیے۔ ریحان، جعفار کی جانب جھک کر کہہ رہا تھا۔

"لگتا ہے اپنی ماہ لقا آنٹی اسی مقصد کے تحت تشریف لائی تھیں۔"

"ہاں بھئی سُن لیا ہوگا اس گھر میں حسین لڑکوں کی ٹولی آباد ہے۔" جعفار بھی اسی طرح ہولے سے بولا۔ مگر پیچھے کھڑی شاماں دونوں کی باتیں سُن چکی تھی اور کہہ رہی تھی۔

"شکر ہے۔ ماہین بیت اچھی ہے ورنہ اگر وہ نوین تمہارے پلے بندھ جاتی تو فاری تو برا ہوتا۔"

"ہاں بھئی میری نیکیاں کام آگئیں۔"

"اچھا نیکیاں بھی کرتے ہو۔" دونوں ہنس پڑے

"اماں جان ایک بات کرنا تھی آپ سے۔" اُن لوگوں کے جانے کے بعد جب بی بی جان اپنے کمرے میں آئیں تو بات کرنے کو مناسب وقت خیال کر کے بانو بھی چلی آئیں۔

"ہاں ضرور کہو۔"

"اماں جان! اصل میں، میں حورب اور جعفار کے سلسلے میں بات کرنا چاہتی تھی۔"

جعفار جو کسی کام سے ادھر آ رہا تھا اپنا اور حورب کا نام سُن کر دروازے ہی میں رک گیا۔

"جعفار اور حورب کی بات؟ اے کیا پھر کوئی شرارت کی ہے انہوں نے؟"

"ارے نہیں اماں جان! میں تو اُن کے رشتے کے سلسلے میں بات کرنا چاہ رہی تھی۔ دیکھیں ناں حورب بھی اب سمجھ دار ہے۔ جعفار بھی انشاء اللہ ایک دو سال میں اپنے پیروں پر کھڑا ہو جائے گا۔"

"خیر بیٹی اس کی تو مجھے اُمید نہیں ہے مگر تم اپنے بھائی اور بھابھی سے بات کر لو۔ وہ مان جائیں تو اچھا ہے۔ مجھے تو خوشی ہو گی۔"

اس سے پہلے کہ بانو کچھ کہتیں جعفار پردہ ہٹا کر اندر آ گیا اور کسی کو مخاطب کیے بغیر بولا۔

"شادی میرا خالص ذاتی معاملہ ہے اور میں اس سلسلے میں اپنی پسند کو ترجیح دوں گا۔ آپ لوگ میرے لیے پریشان نہ ہی ہوں تو بہتر ہے میں جہاں چاہوں گا۔ وہیں شادی کروں گا۔"

"لو تم رشتہ طے کر لو۔ یہ تو شکر ہے کہ نواب صاحب نے پہلے ہی بتا دیا ورنہ تم بھائی سے بات کر لیتیں۔ بعد میں یہ انکاری ہو جاتے تو کیا عزت رہ جاتی تمہاری۔ ہونہہ یہ اور کسی کی مان لے ناممکن۔" بی بی جان جلال میں آ گئیں۔ بانو نے ان کی سنی اُن سُنی کی اور فاری سے بولیں۔

"ٹھیک ہے بیٹا! میں مانتی ہوں تمہاری مرضی معلوم کرنا ضروری ہے مگر یہ بتاؤ۔ حورب میں کیا بُرائی ہے مجھے تو وہ لڑکی بہت اچھی لگتی ہے۔ وہ تمہاری دلہن بنے میری دلی خواہش ہے۔"

"مگر میری خواہش یہ نہیں ہے۔" وہ اتنا کہہ کر واپس جانے لگا۔

"سُنو ادھر آؤ میرے پاس۔" بی بی جان نے غصے کے عالم میں پکارا۔ وہ رُک کر سوالیہ انداز میں انہیں دیکھنے لگا۔

"ادھر آ کر بیٹھو اور ٹھیک سے بات کرو۔" انہوں نے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھنے کا اشارا کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے جو کہنا تھا۔ وہ کہہ دیا۔" اس وقت دل پر جو گزر رہی تھی ایک لفظ کہنا مشکل ہو رہا تھا اور بی بی جان، جان بخشی پر آمادہ نظر نہیں آتی تھیں۔

"کیا تمہاری نظر میں کوئی اور لڑکی ہے بیٹا؟" بانو نے پوچھا اور اس کی مشکل آسان کر دی وہ جھٹ اثبات میں سر ہلا کر چلا آیا۔

اس وقت سب لوگ شاید حالتے میں تھے وہ کسی کی نظروں میں آئے بغیر اپنے کمرے تک چلا آیا دل کی عجیب حالت ہو رہی تھی۔ کھو دینے کا احساس اور شدید دکھ اس کا جی چاہتا تھا۔ ساری دنیا کو تہس نہس کر دے۔

وہ میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی تھی۔ آپ نے وہ بھی چھین لی کیا بگاڑا ہے میں نے آپ کا جو آپ مجھے ہر قدم پر ناکام و نامراد کرتی رہی ہیں۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ ایسا چاہیں گی۔ آپ اُسے مجھ سے منسوب کرنے کے بارے میں سوچیں گی۔ اگر میرے علم میں ہوتا تو کبھی اُس کی محبت میں اتنا آگے نہ جاتا۔ میں پہلے ہی سنبھل جاتا مگر اب کھو دینے کا دکھ درد بن کر میرے وجود میں پھیل رہا ہے۔ ہاں ایک سکون ہے خوشی آپ کو بھی نہیں ملی۔ حورب کو مجھ سے منسوب کرنا آپ کی خواہش تھی، میں نے یہ خواہش مٹی میں ملا دی ہے آپ کے ارادے کو شکست دی ہے میں نے۔ آپ کے کہنے پر میں اُسے اپنا لیتا ناممکن، جہاں اور بہت سے سے زخم ہیں وہاں یہ بھی سہی۔

اپنی جلتی ہوئی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر وہ نیچے جھکتا چلا گیا۔

اُس شام خود کو سمیٹ کر نائلہ تبسم بڑی مشکل سے ہونٹوں پر سجا کر ان سب کے درمیان آ کر بیٹھا تھا اور یہ بات باعث حیرت تھی کہ نوجوان پارٹی نے اس کی جانب توجہ ہی نہیں دی۔ البتہ دیکھا ضرور سب نے اور اس کا خیال تھا آج اس کی ٹپ ٹاپ پر خوب تبصرہ ہوگا اور داد و تحسین کے ڈونگرے برسائے جائیں گے مگر یوں۔ نظر انداز کیا گیا تو ماتھا ٹھنکا کہیں میرے انکار کے بارے میں انہیں تو نہیں بتا دیا گیا اگر ایسا ہوا ہے تو یہ بہت بُرا ہے۔ یہ سب جو میرے دوست ہیں مجھ سے دور چلے جائیں گے۔ ڈرتے ڈرتے اور اُداسی کی دبیز تہہ سے ذرا سا جھانکتے اس نے پھر سے اندازہ لگایا کہ کیا یہ لوگ واقعی ناراض ہیں۔ دل پر ایک اور ضرب لگی وہ واپس جانے کے لیے دروازے کی سمت بڑھا۔

"رُک جاؤ بدتمیز" ارسلان کی آواز نے بڑھتے قدم روک لیے۔ دل میں اس آواز پر ٹھنڈک سی پڑ گئی بڑی بے تابی سے وہ ارسلان کی جانب بڑھا۔

"خبردار۔ قریب مت آنا۔ ہم سب تم سے سخت ناراض ہیں۔" شاماں کا وہی بے تکلفانہ لہجہ۔ فارحی پھر سے ہلکا پھلکا ہو گیا۔

"مگر کیوں ناراض ہو؟ یہ بھی تو بتاؤ۔"

"اوہو معصومیت۔ دیکھا ریحان! ان صاحب کو کچھ پتا ہی نہیں۔"

"ہو سکتا ہے، دل چپکے سے فرار ہو گیا ہو۔ انہیں واقعی علم نہ ہو۔" ریحان کے بقا ہر اس کی سائیڈ لی۔

"بتاؤ ناں کیا ہوا ہے۔ حنا! تم کہو۔"

"آپ نے ہمارے ساتھ بڑی بُری کی ہے جفا ہم قسم سے بات کرنے کو بھی نہیں چاہ رہا۔ ہمیں نہیں پتا تھا آپ اتنے گھٹیا بھی ہیں۔"

"اُف پھر شکایتوں کے دفتر۔ میں پوچھ رہا ہوں۔ ہوا کیا ہے آخر؟"

"ہوا یہ ہے کہ تم نے عشق کر لیا بلکہ اس کی آخری منزل تک پہنچ گئے اور ہمیں بتایا تک نہیں۔ لعنت ہے تمہاری ایسی زندگی پر۔" ارسلان آخر بول ہی پڑا۔

"مع، عشق اور میں آخری منزل تک۔ یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟" وہ واقعی نہیں سمجھا تھا۔

"اب یہ حیران پریشان نظر آنے کی فضول کوشش مت کرو۔ بی بی جان نے تمہارا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔"

"کیا کہا ہے انہوں نے؟" وہ پھر ٹھٹکا۔

"یہی کہ تم نے آج صبح یہ اعلان کیا ہے کہ شادی کرو گے تو صرف اُس سے جو تمہارے دل میں بستی ہے۔" ریحان کی بات پر وہ گہرا سانس لے کر چُپ ہو گیا۔

"تم نے پوچھا اس سے کہ نہیں؟ حورب چلی آئی اور اس نے نظر جھکا لی کہ اب اُسے دیکھنے سے سوائے دکھ کے اور کچھ حاصل نہ ہوتا وہ اُسے ہمیشہ کے لیے کھو چکا تھا۔

"ہاں پوچھا ہے۔ پہلے تو صاف مکر گئے مگر جب بی بی جان کا نام لیا تو سر جھکا کر اعتراف کر لیا ہے۔ ویسے ابھی منہ سے نہیں پھوٹے۔"

"بتاؤ فاری کون ہے وہ؟" حورب سامنے آ بیٹھی۔

"ہے ایک۔" وہ اب بھی اس کی جانب دیکھنے سے گریزاں تھا۔

"تمہارے ساتھ پڑھتی ہوگی۔ ہے ناں؟" اور شامان کی بات پر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"نام کیا ہے؟ کیسی ہے؟ کس کی بیٹی ہے؟ کبھی مگر لاؤ۔ ہم سے ملواؤ۔" ہر طرف سے آوازیں اس کے جواب کا انتظار کیے بغیر ہی وہ اگلا سوال کر دیتے تھے۔

"لاؤں گا کبھی۔ آج تو میں عباس کی طرف جا رہا ہوں۔ میں چار روز وہیں رہوں گا۔"

"ہیں یہ اتنے زیادہ دن وہاں رہنے کی بھلا کیا تک ہے؟"

"بس یار! وہ کب سے اپنے ہاں آنے کو کہہ رہا تھا بلکہ ہو سکتا ہے ایک ہفتہ ہی لگ جائے۔"

"فاری بھائی! میں محسوس کر رہا ہوں۔ آپ ہم سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔" فہد نے بھرپور احتجاج کیا۔

"نہیں چندا ایسی تو کوئی بات نہیں دیکھ لینا عباس کی طرف سے ہو آؤں پھر میں اور تم ایک ہی بیڈ پر سویا کریں گے اور ایک ہی پلیٹ میں کھایا کریں گے۔"

"پھر میں تو بھوکا ہی رہا کروں گا۔" فہد نے منہ بنایا اور ریحان بولا۔

"نہ صرف بھوکے رہا کرو گے بلکہ بیڈ سے بھی ہاتھ دھو لو گے۔ نیچے سونا پڑے گا۔ یہ فاری سوتے میں ہاتھ پاؤں بہت چلاتا ہے۔"

"بس فاری بھائی! مجھے آپ کی دوری ہی قبول ہے۔" فہد کے ارادہ بدلنے پر سب ہنس پڑے۔

بی بی جان کو بتا کر جفار اسی رات عباس کی طرف چلا آیا کہ اب وہاں رہنا اسے سخت مشکل لگ رہا تھا۔

بانو کی ضد میں اس نے حورب کے لیے انکار تو کر دیا تھا۔ مگر دل کی جو حالت تھی۔ یہ وہی جانتا تھا اور اس کا حل اسے یہی دکھائی دیا تھا کہ چند روز کے لیے اس ماحول سے دور چلا جائے۔ شاید کچھ قرار آ جائے۔

بانو نے اس کے جانے کے بارے میں سنا تو یہی سمجھیں کہ ان کی وجہ سے جا رہا ہے اور خاصی رنجیدہ ہوئیں۔ وہ تو یہ ارادہ لے کر آئی تھیں کہ روٹھے ہوئے بیٹے کو منا لیں گی مگر اس کی جانب سے اتنی شدت کی توقع انہیں ہرگز نہ تھی۔ اتنے عرصے بعد میکے آئی تھیں۔ بیٹیاں کہتی تھیں۔ ساری چھٹیاں نانی اماں کے ہاں گزار کر آئیں گے مگر اب وہ سوچ رہی تھیں کہ انہیں جفار کی خاطر جلد واپس چلے جانا چاہیے۔ جب اپنے اس خیال کا اظہار بی بی جان سے کیا تو وہ کہنے لگیں۔

"تم بچیوں کی چھٹیاں ختم ہونے سے پہلے کہیں نہیں جاؤ گی۔ جفار کا تو دماغ خراب ہے اس کی فکر نہ کرو۔ آئے گا تو دیکھنا کیا سلوک کرتی ہوں میں اس کے ساتھ۔"

"ناں اماں! آپ اسے کچھ مت کہیے گا۔ میں نے جو کچھ آپ سے کہا اسے بتائیے گا بھی نہیں۔ میرا بیٹا پہلے ہی دل میں میرے لیے غصہ رکھتا ہے۔ یہ باتیں اور بھی دور کر دیں گی۔ وہ اس بات کو ہرگز اس انداز میں نہیں لے گا کہ میں صرف اس کی خاطر واپس جانے کا پروگرام بنائے بیٹھی ہوں۔"

"ٹھیک ہے تم کہتی ہو تو نہیں کروں گی اس سے کوئی بات اور ویسے بھی بانو بیٹی! میرا خیال ہے۔ وہ کوئی ناراض ہو کر نہیں گیا۔ شاید دوست کے ساتھ کہیں شہر سے باہر سیر پر جانے کا پروگرام بنایا ہو۔ عباس کی طرف اس کا آنا جانا بہت رہتا ہے۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو مگر اماں جان! میرا دل نہیں مانتا۔"

"تم اس بدمزاج شوہر کے ساتھ رہ رہ کر بہت ہی سہم گئی ہو۔ ہر بات کو منفی پہلو سے دیکھنے لگی ہو اور نہ جفار کو میں تم سے کہیں زیادہ جانتی ہوں۔ بہت ہی خوش باش بچہ ہے۔ سارا دن ڈانٹتی رہو، تب بھی برا نہیں مانتا۔ مجھ سے بڑی محبت کرتا ہے۔"

بڑی اور چھوٹی بھاوج چلی آئیں۔ اماں ان دونوں سے باتوں میں لگ گئیں۔ بانو اٹھ کر چلی آئیں۔ ان کا رُخ اس کمرے کی جانب تھا جہاں شادی سے پہلے ان کا قیام ہوتا تھا جاتے ہوئے یہ کمرا بند کر گئی تھیں۔ اماں جان نے سب سے کہہ رکھا تھا یہ میری بیٹی کا کمرا ہے اسے کوئی نہ کھولے وہ آئے گی تو خود ہی دیکھ لے گی۔ اب جب سے بانو آئی تھیں سب سے نظر بچا کر کئی مرتبہ اس کمرے میں جا چکی تھیں۔ یہ کمرا استعمال میں آنے والے باقی حصے سے ذرا الگ تھا۔ اُدھر کتنا ہی شور ہوتا۔ اِدھر خاموشی اور ویرانی کا احساس جاگتا تھا۔

حورب کی سہیلی درخشاں ایک روز اچانک اپنی امی اور ابو کے ساتھ چلی آئی اور جب یہ خبر دی کہ حورب کو اپنے بھیا کی دلہن بنانے کا ارادہ لے کر آئی ہے تو ایک کھلبلی سی مچ گئی۔ سب ہی بہت ایکسائیٹڈ نظر آنے لگے۔ کچن سے حورب کے کمرے میں اور وہاں سے ڈرائنگ روم تک لڑکیوں نے کئی چکر لگائے جو کچھ کان میں پڑا۔ اگر حورب کو آگاہ کیا۔ یہ تو بعد میں علم ہوا کہ درخشاں کی امی ارسلان والے روز بھی بی بی جان سے اس خواہش کا اظہار کر چکی ہیں اور بڑوں میں اس سلسلے میں کافی بحث ہو چکی ہے۔ اب وہ لوگ پھر آئے تھے۔ بی بی جان نے ان کے بہت اصرار پر آخر ہاں کر دی کہ رشتہ انہیں بھی پسند آیا تھا۔

حورب نے سنا تو ایکدم سے بہت پریشان ہو گئی۔ بے شک درخشاں اس کی پیاری سہیلی تھی مگر اس کے گھر کا ماحول اور اس کا وہ بھائی جس کے نام آج حورب منسوب ہو رہی تھی۔ اسے ذرا بھی پسند نہیں تھے۔ خاموش، اداس، ٹھہرا ٹھہرا سا ماحول تھا درخشاں کے گھر کا۔ چلتے تو ہوئے ہولے ہولے بات کرتے تو لفظ گن کر۔ قہقہہ لگانے کا تو رواج ہی نہیں تھا جمیل درخشاں کے بھیا، مقامی کالج میں فلسفہ پڑھاتے تھے۔

"ہائے شاماں یہ کیا ہو گیا؟ ان لوگوں کے جانے کے بعد وہ اس کے گلے لگ کر رو پڑی۔ شاماں نے ہاتھ میں پکڑی مٹھائی جلدی جلدی کھائی اور پھر یوں بے قرار ہو کر رونے کی وجہ بہت سی ہنسی کے درمیان پوچھ ڈالی۔

"گھر والوں نے مجھ سے پوچھا تک نہیں!" ہچکیوں کے درمیان شکوہ کیا

"اگر پوچھ لیتے تو کیا ہو جاتا کیا تم انکار کر دیتیں اور کر دیتیں تو پھر کس خوش قسمت کا نام ان کی جگہ تجویز فرماتیں۔"

"انکار تو میں نے خیر کیا کرنا تھا مگر گھر والوں کو کچھ سوچنا چاہیے تھا۔"

"مثلاً" شاماں نے اسے خود سے الگ کر کے سامنے کرسی پر بٹھا دیا اور خود ٹیبل سے مٹھائی کی پلیٹ اٹھا لی۔

"مثلاً یہ کہ ہمارے اور ان کے گھر کے ماحول میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ پائے کیسے رہوں گی میں وہاں۔ وہ درخشاں کے بھائی صاحب اتنی بور گفتگو کرتے ہیں کہ سن کر سر پیٹ لینے کو جی چاہتا ہے۔" آنسو ایک تواتر سے بہہ رہے تھے۔

"کوئی بات نہیں۔ شروع شروع میں پیٹ لیا کرنا پھر عادی ہو جاؤ گی اور خود بھی ویسی ہی باتیں کرنے لگو گی ہم سب تمہیں سخرے لگا کریں گے۔"

"ہائے بہت بڑی ہوئی ہے میرے ساتھ۔"

"تم کہو تو جعفار کو فون کروں اور کہوں کہ آ کر کوئی ترکیب لڑائے۔"

"رہنے دو۔ اب تو رشتہ بھی ہو چکا کیا فائدہ ایسی باتوں کا۔"

"اچھا چلو چھوڑو، شادی جب ہو گی۔ دیکھی جائے گی۔ تم یہ مٹھائی کھاؤ۔" زبردستی شاماں نے اس کے منہ میں مٹھائی کا ٹکڑا ڈال دیا۔

ان لوگوں نے منگنی کے لیے تاریخ رکھی، ادھر بی بی جان تو جیسے انتظار میں تھیں۔ جھٹ قبول کر لی اور اسی ہفتہ ایک سادہ اور پُروقار تقریب منعقد ہونا قرار پائی۔ سب لوگ شور مچا رہے تھے۔ جمیل کی ایک ایک حرکت یاد کر کے مذاق اڑانے کا فریضہ انجام دے رہے تھے اور چپ تھی تو حورب لاکھ دل کو سمجھاتی مگر سمجھتا ہی نہیں تھا، یہی سوچتی کیسے رہوں گی میں اس ماحول میں اور خاص کر جمیل کی شخصیت اسے ذرا بھی نہ بھائی تھی۔ بور اور طویل گفتگو۔

"اُف میرے اللہ! ارسلان اور ارسلان! بہرے ہو گئے ہو۔ اماں جان کب سے بلا رہی ہیں۔" ماں نے آ کر سر پر چپت لگائی، تب جا کر سنائی دیا۔

"جی بی بی جان حکم۔" آ کر پوچھا۔

"حکم کے لگتے۔ جعفار کو بھی فون کیا ہے یا نہیں۔ اسے بتاؤ کہ حورب کی منگنی کی تقریب ہے۔ اب گھر واپس آ جائے۔"

"میں نے فون کیا تھا وہ ملا نہیں۔ اب دوبارہ کرتا ہوں۔"

فون کیا تو اس کی امی نے بتایا عباس اور جعفار تو ایبٹ آباد گئے ہیں۔ دس پندرہ دن سے پہلے

واپسی ممکن ہی نہیں۔
"تو دیکھ لو، اس لڑکے کو۔ بتائے بغیر کہاں سے
کہاں چل دیا۔ آلینے دو۔ میں کان کھینچوں گی اس کے۔"
بی جان بہت ہی جلال میں تھیں۔
"بی بی جان آپ تاریخ بڑھا دیں۔ بھلا فاری
کے بغیر کیا مزا آئے گا۔"
"تو سنو اس کی بات۔ وہ چاہے ایک مہینے تک
واپس نہ آئے۔ تم بیٹھے رہنا انتظار میں۔" ریحان کی
پر وہ استہزائیہ انداز میں گویا ہوئیں۔
رسم کے دن قریب آرہے تھے۔ شاماں کہتی تھی۔
لیکھ لینا۔ جمیل بھائی تمہیں فون ضرور کریں گے۔ اسے
تید تھی نہ خواہش اور دن خیریت سے ہی گزر گئے۔
وں نے مبارکباد بھی نہیں دی۔
رسم کے روز وہ صبح سے رو رہی تھی اور اس
رونے کا سبب سوائے شاماں کے اور کسی کو
علوم نہیں تھا۔ بی بی جان سمجھیں کہ لڑکیاں ایسے
قعہ پہ روتی ہی ہیں جب کہ وہ اس موقعہ پر نہیں
اس غصے سے رو رہی تھی کہ ان لوگوں نے کچھ بھی
وچے سمجھے بغیر ہاں کر دی ہے۔
"ہونہہ! گھر میں لڑکوں کی کمی تھی کیا چلو ارسلان
ہین کا ہو چکا ہے۔ ریحان مجھ سے سال چھوٹا ہے تو
ہ جفار بھی تو ہے۔ اُف میرے اللہ یہ کیا سوچے جا
ہی ہوں۔"
اپنے خیال پر جھرجھری سی لی اور دل کو سمجھایا
ب وہ کسی کی امانت ہے اور جفار کے متعلق یوں
اضح انداز میں سوچنا امانت میں خیانت ہے۔ پتا
نہیں کہاں ہوگا وہ بد تمیز۔ اُسے کیا پتا کیسا ظلم ہو
ہا ہے میرے ساتھ۔ یہاں ہوتا تو ہرگز یہ سب نہ
ہونے دیتا۔ جھوٹے سچے واقعات سنا کر دادی اماں
کو ضرور اس رشتے سے بدظن کر دیتا۔ ہونہہ پھر دبا ہو
ا ایبٹ آباد کی بل کھاتی راہوں پر ساتھ وہ دوست
ہوگا اور فاری کے قہقہے رکنے میں نہیں آرہے ہوں
گے۔
سر جھٹک کر اس خیال کو یونہی چھوڑا اور پھر
سے جمیل کے گھرانے کی پُراسرار خاموشی کے بارے
میں سوچنے لگی۔ مگر یہ سب سوچیں باقاعدہ رسم ہو
جانے تک تھیں۔ جمیل کے نام کی انگوٹھی پہنچنے کی دیر
تھی اس نے خود سے کچھ کہنا بھی چھوڑ دیا جو ہوگا دیکھا
جائے گا کے مصداق وہ سب کچھ آنے والے وقت کے
حوالے کر کے بظاہر پُرسکون ہو گئی۔
درخشاں کے گھرانے کو اچھی طرح جانتی تھی مگر پھر
بھی خود کو تسلی دیتی۔ ہو سکتا ہے جو کچھ میں نے سوچا ہو
وہ غلط ہو۔ جمیل ایسے نہ ہوں جیسا میں سمجھتی ہوں۔
اس کے احساسات سے بے خبر گھر کے تمام افراد
خوش تھے سب نے حورب کو گفٹ دیے اور اب جفار کا
انتظار تھا روز عباس کے ہاں فون کر کے اس کے
بارے میں پوچھا جاتا اور آخر ایک روز فون جفار
نے اٹینڈ کیا۔ ارسلان نے آواز سنتے ہی بے تکلفی
کے تمام ریکارڈ توڑ ڈالے۔
"ہوا کیا ہے آخر، اتنا شور مچا رہے ہو۔ یہاں
سارا گھر ہل رہا ہے۔"
"حورب کی منگنی ہو گئی ہے۔ اس کی سہیلی تھی ناں
درخشاں اور اس کا ایک بھائی ہے جمیل، بس انہی
کو یہ سعادت حاصل ہوئی ہے۔"
اور جفار کو لگا یہ چھت اس پر آگری ہے۔
ارسلان پتا نہیں کیا کچھ بتا رہا تھا اس نے کچھ نہیں سنا۔
"جفار تم بولتے کیوں نہیں؟" آرہے ہو نا گھر یا وہ
بار بار پوچھ رہا تھا۔ اس نے وعدہ کیا آج شام کو ضرور
آجائے گا۔
"ابھی کیوں نہیں کہتے، شام ہونے میں تو پورے
چھ گھنٹے پڑے ہیں۔"
"ابھی نہیں آسکتا۔ شام کو آؤں گا۔" وہ اُسے کیسے
بتاتا خود کو سمیٹنے میں کچھ وقت تو لگے گا اتنی جلدی آنا
کسی طرح ممکن نہیں۔ ہر چند کہ خود کو یہ باور کرا چکا
تھا کہ صاف انکار کے بعد اب حورب اس کی نہیں ہو
سکتی۔ مگر اب اس کے پرائے ہونے کا سن کر تڑپے
سرے سے درد جاگا تھا۔ مگر جب شام کو وہ ناؤ کے
ہاں آیا تو تمام محرومیاں ناکامیاں سلیقے سے مسکراہٹوں
کے پردے میں لپیٹ چکا تھا۔
پہلے کی طرح آتے ہی شور مچا دیا۔ ارسلان سے
ملتے ہی حورب کے بارے میں پوچھا۔
"اپنے کمرے میں ہے اور دل ہی دل میں سب سے

ناراض ہے۔"

"کیوں کیا جمیل صاحب کی شان میں گستاخی کی ہے تم لوگوں نے؟"

"او نہیں۔ وہ کہتی ہے میری رائے لیے بغیر رشتہ کیا گیا ہے۔"

"ہیں تو اُس کی رائے کیا تھی؟"

"کچھ بھی نہیں۔ بس وہ کہتی ہے مجھ سے پوچھنا چاہیے تھا۔"

"پاگل، ملواؤ مجھ سے میں طبیعت صاف کرتا ہوں اُس کی۔"

"بی بی جان سے تو مل لو تمہاری طبیعت صاف کرنے کو وہ بھی بے چین ہیں۔"

"کیوں بھئی میں نے کیا کیا ہے؟"

"بتائے بغیر کہاں سے کہاں ہو آئے ہو اور پوچھتے ہو، میں نے کیا کیا ہے۔"

"مل لیں گے پہلے حورب سے تو ملواؤ۔"

"اپنے کمرے میں ہی ہے۔ جا کر مل لو۔"

اور وہ نانو کو سلام کیے بغیر اُس کے پاس چلا آیا۔

"یار! بڑی جلدی تھی منگنی کروانے کی میرا انتظار بھی نہیں کیا۔"

آتے ہی شکوہ کیا۔

"مجھ سے پوچھا کسی نے تھا۔"

"ہاں بھئی، جہاں جہاں سے گزرا ہوں۔ یہی بتایا گیا ہے۔ تم کوئی نئی بات بتاؤ۔"

"ہائے فاری! وہ جو کچھ بولتے ہیں ناں۔ قسم سے میری سمجھ میں تو بالکل نہیں آتا اور ہنسی تو ان کو آتی ہی نہیں اور مزاج کے بھی کچھ تیز ہیں۔"

"ماشاء اللہ! خوبیاں تو کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہیں۔ خوش نصیب ہو تم تو۔"

"دیکھو مذاق نہ اُڑاؤ، میں تو پہلے ہی پریشان ہوں۔"

"تم یہ سب جانتی تو تھیں۔ پہلے ہی انکار کر دیا ہوتا۔"

"یہی تو رونا ہے کہ کسی نے پوچھا تک نہیں۔ تم کہاں مر گئے تھے۔ یہاں ہوتے تو میری مدد کرتے۔"

"اچھا چلو چپ، بس جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ اب میں تمہیں چٹکی بجاتے ہی جادو کی ٹوکری سکھاؤں گا کہ وہ قدموں میں آ گریں گے۔ مزاج یکسر تبدیل ہو جائے گا۔ قہقہے لگاتے نہ تھکیں گے۔ لطیفے ایسے سنائیں گے تم مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہو جاؤ گی۔"

"شروع ہو گئے ناں پھر سے۔"

"میں تو انتظار کر رہی تھی۔ آؤ گے تو کچھ تسلی دلاسا ہی دو گے۔"

"ایسی بھی کوئی آفت نہیں آ گئی تم پر جو تسلی دلاسے کی نوبت آ جائے۔"

"فاری! بس آ جاؤ اب، بی بی جان کو تمہاری آمد کی اطلاع ہو چکی ہے اور وہ تمہیں اپنے حضور دیکھنے کو بے تاب ہیں۔"

"اچھا حورب! باقی باتیں پھر ہوں گی۔ میں ذرا نانو سے دو دو ہاتھ کر آؤں۔" وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔

"اور سنو۔ ہم سب نے حورب کو گفٹ دیے ہیں تمہارا ڈیو ہے۔"

"دے دیں گے گفٹ بھی پہلے نانو کو صورت تو دکھا آؤں۔ پتا نہیں میرے بغیر انہوں نے کیسے دن گزارے ہوں گے۔"

"تمہیں کوستے ہوئے گزارے ہیں اور کیسے گزارتے تھے۔" شاتاں نے ہنسی کے درمیان کہا۔

"آداب عرض نانو حضرت!"

"اے ادھر آ ناں آتے ہی مسخریاں شروع ہو گئی ہیں۔"

حیرت ہوئی کہ نانو کا موڈ بڑا خوشگوار تھا۔

"کہاں گیا تھا اطلاع تک نہیں دی؟" قریب آیا تو انہوں نے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

"بس نانو حالات کی گردش جہاں لے گئی۔ وہاں چل پڑا۔" وہ ان کے قریب بیڈ پہ آ لیٹا۔

"میں سخت ناراض تھی تم سے مگر اتنے دنوں بعد آئے ہو۔ اس لیے کچھ نہیں کہہ رہی۔"

"اس کا مطلب ہے مجھے کم دنوں کے بعد ہی آنا چاہیے تاکہ آپ کا موڈ خوشگوار رہے۔"

"تم مجھے بڑے پیارے ہو پتے ہیں تمہاری باتیں مجھے غصہ دلا دیتی ہیں۔"

"اگر پیارا ہوتا تو میری باتیں بھی آپ کو اچھی لگتیں۔"

"یعنی تمہارا مطلب ہے کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں؟"

"نہیں میرے میں ایسی بات کیسے کہہ سکتا ہوں۔ آپ نے احسان کیا کم ہے کہ آپ نے مجھے اپنے پاس رکھا ہے۔ مجھے اتنا بڑا کیا ہے۔ میں تو خود کو بچ کر بھی یہ قرض ادا نہیں کر سکتا۔"

"ایں یہ کیسی باتیں کر رہے ہو آج۔"

"بس کچھ نہیں چھوڑیں یہ سب۔ آپ مجھے یہ بتائیں۔ باقی بزرگ ہستیاں کہاں ہیں تاکہ ان سے بھی مل لوں۔"

حورب کو گفٹ دینا تھا اور وہ چاہتا تھا۔ ان سب سے اچھا گفٹ اس کا ہو۔ اس کے لیے جفار نے کچھ رقم عباس کے دادا ابا سے لی اور کسی کو کچھ بتائے بغیر ایک نازک اور نفیس الگوٹھی جانے کس جذبے کے تحت پسند کی۔ اپنے کمرے میں آکر کتنی دیر وہ اس پر نظریں جمائے بیٹھا بنانے کیا کیا سوچتا رہا۔ یہ خواہش بڑی شدت سے ابھری کہ کاش وہ حورب کو خود پہنا سکے اور اسی سوچ کے تحت اس نے حورب سے کہا کہ وہ آج شام اس کے ساتھ چلے۔ وہ گفٹ اس چنڈال چوکڑی کے سامنے ہرگز دینا نہیں چاہتا۔ اسے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ جھٹ مان گئی۔ جب وہ اسے کھانا کھلانے مرینہ لے کر آیا تو حیران ہوئی۔

"فاری گھر پہ ہی دے دیتے ناں۔"

"نہیں پہلے ہم یہاں کھانا کھائیں گے پھر میں تمہیں مبارک باد دوں گا اور اس کے بعد گفٹ تمہارے حضور پیش کرنے کی اجازت طلب کروں گا۔"

"واہ! تم سے یہ سب کچھ ہو جائے تو عجیب بات ہو گی۔"

وہ ہنس پڑی اور کچھ دور اپنے غیر ملکی دوست کے ساتھ بیٹھے جمیل نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔ خوشی حورب کے چہرے سے پھوٹی پڑ رہی تھی اور جو ساتھ میں تھا۔ اسے جمیل نہیں جانتا تھا۔ وہ دوبار حورب کے گھر گیا تھا۔ اس نے اس لڑکے کو وہاں نہیں دیکھا۔ جمیل کو حورب کے چہرے کا دایاں حصہ دکھائی دے رہا تھا جب کہ جفار بالکل سامنے تھا۔ وہ دوست سے گفتگو کے دوران بار بار دونوں کو دیکھتا رہا۔ اس نے واضح طور پہ دیکھا تھا کہ اس لڑکے نے حورب کو انگوٹھی پہنائی تھی۔ حورب بہت خوش تھی۔ کھانا کھانے کے بعد وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور جمیل کا سکون برباد کر گئے۔ دوست کیا کہہ رہا ہے۔ اس کے بالکل سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ آخر معذرت کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔ رات ٹھیک سے نیند نہیں آئی اور سوچا صبح ضرور وہ حورب کی طرف جائے گا۔

اگلے روز جب جمیل ان کے ہاں آیا تو ینگ پارٹی لان میں موجود تھی۔ جفار نے ایک ہاتھ سے حورب کا بازو پکڑ رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ میں پانی کا جگ تھا جسے وہ حورب پہ شاید انڈیل لینا چاہتا تھا اور وہ چیخیں مار رہی تھی۔ جمیل کا خون کھول اٹھا۔ یہیں سے واپس جانے کا ارادہ کیا۔ مگر ریحان دیکھ چکا تھا۔ اور اس کے بتانے پہ باقی بھی ادھر متوجہ ہو گئے تھے۔ ارسلان، ریحان استقبال کو بڑھے۔ جفار نے جگ نیچے رکھ دیا۔

"یہ جمیل ہیں۔" شاماں نے اسے بتایا۔

"اوہو تو یہ حسین و جمیل ہیں۔"

"زیادہ بکواس نہ کرو ان کے سامنے یہ ذرا اور طبیعت کے مالک ہیں۔" وہ آہستگی سے بولی۔

"ہمارے دولہا بھائی ہیں جو بھی سلوک کریں روا ہے۔" اس کے ارادے کچھ اور تھے۔ ارسلان اور ریحان جمیل کو ادھر ہی لے آئے۔ "جاؤ حنا! تم افی وغیرہ کو بلا لاؤ۔" ارسلان کے کہنے پہ وہ فوراً اندر کو لپکی۔

"لگتا ہے۔ مزاج بخیر نہیں یا پھر شکل ہی ایسی ہے۔" جفار بھلا کہاں چپ رہ سکتا تھا۔

"شکل ہی ایسی ہے۔" فہد نے بھی ساتھ دینا ضروری سمجھا۔ اس کے بعد سب کا زور دار قہقہہ جمیل کا چہرا سرخ ہونے لگا اگر بروقت حورب کی امی اور نانی جان نہ آجاتیں تو معاملہ گڑبڑ ہو سکتا تھا وہ آتے ہی داماد کے آگے بچھ بچھ گئیں پھر بانو بھی چلی آئیں۔ اتفاق سے چھوٹے ماموں بھی گھر پہ تھے۔ یوں جمیل بزرگوں میں گھر گیا اور ینگ پارٹی کو اٹھنا پڑا۔

جب تک یہ لوگ لاؤنج میں چلے نہیں گئے جمیل کی نظریں جفار کے تعاقب میں ہی رہیں اور اس کے

انداز اس کے شک کو مزید تقویت پہنچاتے رہے۔ یہاں بیٹھنے کو بھی نہیں چاہ رہا تھا مگر یہ لوگ چائے پلانے پر بضد تھے۔ اور جب وہ وہاں سے اٹھ آیا۔ تو ذہن میں ایک ہی سوال تھا۔ ان لوگوں نے حورب کا رشتہ اُس لڑکے سے کیوں نہیں کیا اُس نے اپنی امی سے ساری بات کہہ دی تھی۔ ڈرتا تو انہیں بھی محسوس ہوا مگر بیٹے کی تسلی کے لیے کہہ دیا کہ وہ سب کزن آپس میں بہت فری ہیں۔

"مگر مجھے یہ سب اچھا نہیں لگا بلکہ میرا خیال ہے کوئی بھی اسے برداشت نہیں کر سکتا کیونکہ اس سے پہلے میں نے اُسے اُن کے گھر میں نہیں دیکھا۔"

"اوہ میں سمجھی وہ جفار ہوگا۔ حورب کی پھوپھو کا بیٹا ہے حورب بہت ذکر کیا کرتی تھی اُس کا۔"

"کیوں؟" اب کے جمیل کا شک مزید ہوا ہوا۔

"اکٹھے ہی رہتے ہیں ناں۔ ہاں البتہ منگنی کے روز وہ گھر پر نظر نہیں آرہا تھا۔"

"آ بھی کیسے سکتا تھا۔" جمیل نے دایاں مکا میز پر رسید کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹا! خواہ مخواہ شک میں مت پڑو۔ میں حورب کی امی سے بات کروں گی۔ کہوں گی کہ جمیل کو یہ بے تکلفی پسند نہیں۔"

"ختم کریں آپ یہ بات۔ کل ہی جا کر انگوٹھی واپس لے آئیں۔ میں ایسی لڑکی سے ہرگز شادی نہیں کر سکتا۔"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو بیٹا!"

"میرا فیصلہ اٹل ہے۔" وہ اتنا کہہ کر چلا گیا اور امی درخشاں کی صورت دیکھ کر رہ گئیں۔

اُن لوگوں نے رشتہ ختم کر دیا تھا حورب کے ہاتھ سے انگوٹھی اتر چکی تھی مگر کیوں اُن لوگوں نے ایسا کیوں کیا۔ یہ بات کسی کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ بی بی جان یہ ضرور کہتی تھیں کہ تم لوگوں نے ہی کوئی الٹی حرکت کی ہوگی۔ مگر اتنی سی بات پر رشتے سے انکار یہ کوئی بات تو نہ تھی۔ حورب کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اُسے خوش ہونا چاہیے یا اُداس وہ خوامخواہ ہی شرمندگی محسوس کر رہی تھی۔

جب سے انگوٹھی اور دوسری چیزیں واپس گئی تھیں۔ وہ کمرے سے نہیں نکلی تھی۔ ہاں گھر کے تمام لوگ اس کے پاس آ چکے تھے۔ ہر کوئی تسلی دیتا۔ جمیل کی برائی کرتا اور پھر خاموشی چھا جاتی۔

"آخر یہ کیا ہو رہا ہے۔ سب لوگ ایسے کیوں کر رہے ہیں۔" اس کا جی گھبرانے لگا اور چند دن ہی گزرے تھے کہ ان کے رویوں کی وجہ سے وہ واقعی خود کو بدنصیب سمجھنے لگی۔ اُسے یوں لگتا تھا اگر اب کبھی نکل کر نہ گئی تو یہ لوگ اسے حیرت سے دیکھیں گے۔ اس کا ہنسنا بہت عجیب سی بات ہوگی۔

"ایسا کیوں کر رہے ہیں یہ لوگ۔ مجھے اپنے رویے سے یہ احساس دلانے کی کوشش کیوں کرتے ہیں کہ میں اب پہلے والی حورب نہیں رہی اور لاکھ کوشش کروں میں دوبارہ سے پہلے جیسی بن ہی نہیں سکتی۔ یہ نسبت ٹوٹنا میرا جرم کیوں بن رہا ہے۔" وہ اب سب سے نظر بچانے لگی تھی شرمندہ ہوتی تھی ان کے سامنے۔

جفار پھر غائب تھا اور بانو سوچ رہی تھیں کہ ایک مرتبہ پھر اپنی آپا سے جفار اور حورب کے رشتے کی بات کریں مگر جفار کی پسند یاد کر وہ بات کرتے کرتے رُک گئیں۔ جب سے حورب کا رشتہ ختم ہوا تھا۔ جفار نے پھر سے اس کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا تھا۔ اُس نے سوچا تھا اگر نانو آپا نے دوبارہ اس سلسلے میں کوئی بات کی تو وہ ہرگز انکار نہیں کرے گا۔ وہ یہ بات تو یکسر بھول چکا تھا کہ اُس نے انکار کے وقت اپنی پسند کا بھی ذکر کیا تھا اور اُس نے یہ بھی سوچا تھا کہ اگر نانو نے خود بات نہ بھی کی تو بانو کے جانے کے بعد وہ ہاں کہہ دے گا۔ بانو جب تک یہاں موجود تھیں۔ وہ خود سے یہ بات نہیں کرنا چاہتا تھا اور اب اسے بانو کی واپسی کی جلدی تھی۔

"او حورب۔ چندا! کمرے کی فضا اتنی آئیڈیل بھی نہیں کہ زندگی یہیں بتا دینے کے بارے میں سوچا جائے۔"

جفار اپنے مخصوص انداز میں کہتا قریب چلا آیا۔

"کیا بات ہے، کیا سوچ رہی ہو؟" اُس کی خاموشی پر پوچھا تو وہ رو پڑی۔

"ارے پاگل ہو گئی ہو کیا؟ چپ کرو۔ شاباش۔ میں تمہیں نیا جمیل لا دوں گا۔" ایسی تسلی پر اس نے بے اختیار

اس کی کمر پر جڑ دیا۔
"کیا وہی چاہیے؟" وہ آگے کو جھک کر بولا۔
"میں لعنت بھیجتی ہوں اس پر۔"
"پھر رو کیوں رہی ہو؟"
"مجھے تو اپنے ہی لوگوں نے مایوس کیا ہے۔ سچ فاری! ان کے رویے مجھے مار ڈالیں گے۔"
"کیا ہوا ہے؟" اب کے وہ بھی سنجیدگی سے گویا ہوا۔
"سب بدل گئے ہیں۔ امی اب مجھے پہلے کی طرح نہیں ڈانٹتیں۔ انہیں ہر وقت یہی خیال رہتا ہے کہ میں اداس نہ ہو جاؤں اور سارے کزن بھی بدل گئے ہیں۔ فاری یہ سب مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ میں شرمندہ ہو جاتی ہوں۔ مجھے احساس کمتری ہونے لگتا ہے۔ زندہ رہنے کو بھی جی نہیں چاہتا۔"
"مریں تمہارے دشمن۔ ایسی باتیں مت سوچو۔ چلو اٹھو۔ باہر نکلو۔ سب کے درمیان آکر بیٹھو۔ جب تم خود اپنے رویے سے یہ ظاہر کرو گی کہ تمہیں کوئی افسوس نہیں تو ان سب کے رویے بھی پہلے کی طرح ہو جائیں گے۔ مجھے کیا پتا تھا۔ میرے جاتے ہی تم پر قیامت بیت جائے گی۔"
"یہ تم غائب کہاں ہو جاتے ہو آج کل؟"
"کالا جادو سیکھ رہا ہوں۔ اس لیے جانا پڑتا ہے۔ تم اٹھو چلو۔ اب نانو کے پیر چھو ڈالو۔ کل میرے چھونا۔ زندگی سنور جائے گی۔"
وہ اسے سب کے درمیان لے آیا۔
"آؤ حورب آؤ ادھر بیٹھو میرے پاس۔ بہنیں ادھر آجاؤ۔ یہ کرسی لے لو۔" ہر کوئی اسے دیکھتے ہی شروع ہو گیا۔
"اسے جہاں بیٹھنا ہو گا بیٹھ جائے گی۔ تمہیں اتنی تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔" حورب کے چہرے پر اس وقت جو کچھ لکھا تھا جفار نے پڑھ لیا تھا اور اسی لیے سب سے کہہ رہا تھا۔
"چلو۔ تم اب کھڑی مگر مگر ان کی صورت کیا دیکھ رہی ہو۔ یہ وہی تمہارے پیارے کزن ہیں۔ بس موسم کے بدلنے پر رنگ ذرا پیلے پڑ گئے ہیں۔ چلو بیٹھو۔" اس نے ہولے سے دھکا دے کر کہا۔
"کیا کرتے ہو جفار؟" شاماں کے انداز میں سرزنش تھی۔
"میں تو کئی سالوں سے ایسا کرتا آیا ہوں۔ تمہیں آج چلا ہے۔" اس نے پھر حورب کو دھکیلا۔
جفار اسے سب کے درمیان لے کر آیا اور بالکل پہلے کی طرح بات بات پر چھیڑنا۔ وہ آگے سے جواب دیتی اور اس کی دیکھا دیکھی باقی سب بھی معمول پر آنے لگے۔

وہ مطمئن ہونے لگی تھی مگر آنٹی ماہ لقا کے فون نے اسے پھر سے ڈسٹرب کر دیا۔ انہوں نے جس انداز ——— میں افسوس کا اظہار کیا۔ حورب نے محسوس کیا۔ واقعی معاشرے میں اس کی حیثیت کمتر ہو چکی ہے۔ وہ بار بار کہتیں۔
"ہائے بچی داغ لگ گیا۔ ابھی عمر ہی کیا تھی دنیا بڑی ظالم ہے۔ بس اب اللہ سے دعا ہی مانگو کہ وہ بہتری کی کوئی صورت پیدا کر دے۔ آج کل تو اچھی خاصی لڑکیوں کو رشتے نہیں ملتے۔ بس بیٹی دعا ہی کرو۔"
بھلا یہ سب کچھ انہیں کہنا چاہیے تھا۔ وہ اپنے کمرے میں آکر سب سے چھپ کر خوب روئی اور پھر جب تھک گئی تو سوچا۔ ہاں وہ ٹھیک ہی تو کہتی ہیں۔ جو بھی ہے گا۔ میری نسبت ختم ہو چکی ہے۔ میری جانب سے شکوک و شبہات کا شکار ہو گا۔ اب مجھے اپنانے کو کوئی نہیں آئے گا۔ یہ فاری کہا کرتا تھا اگر تمہاری کوئی ہڈی ٹوٹ گئی کوئی نقص پڑ گیا تو میں اپنا لوں گا مگر آج جب میرا دل ٹوٹا ہے۔ ہر نگاہ مجھ پہ پتھر برسا رہی ہے اور وہ چپ ہے۔ ٹھیک کہتی ہیں آنٹی ماہ لقا۔ وہ پھر رونے لگی۔ اور ایک بار پھر سب سے دور ہو گئی۔ جفار نے بہت سمجھایا مگر کہہ دیا دل ہی نہیں چاہتا۔
"کیوں اب کیا ہوا ہے؟ پہلے تو تمہیں ان سے گلہ تھا مگر یہ سب تو اب پہلے کی طرح تم سے ملتے ہیں۔"
"کچھ نہیں ہوا مجھے۔ تم جاؤ اپنا کام کرو۔"
"یہ اتنے رعب سے بات مت کرو مجھ سے۔ چلو اٹھو۔ سب کے درمیان آکر بیٹھو۔ وہ چیختی ہی رہ گئی۔ اس نے ہاتھ نہیں چھوڑا۔ لا کر شاماں کے قریب بٹھا

دیا۔

"بھیا چائے بناؤں آپ کے لیے؟" ماہا سب کو سرو کر رہی تھی۔ اس سے بھی پوچھ لیا۔

"رہنے دیں آپ لوگوں کے پہلے ہی مجھ پر بہت احسانات ہیں۔" انداز کٹیلا نہیں تھا مگر جو اس بات کا مطلب جانتے تھے۔ اُن کے لیے تکلیف دہ تھا۔ بانو کے ہاتھ میں پکڑا کپ گرتے گرتے بچا اور ماہا کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔

"فاری! تم اب گھر سے بہت غائب رہنے لگے ہو۔" چھوٹی حمانی نے کہا۔

"جی ہاں۔ گھر میں میرا دل نہیں لگتا مگر یہ تھوڑے دنوں کی بات ہے پھر دوبارہ سے گھر پر ہوں گا۔"

"پھر دل لگ جائے گا۔؟"

"ہاں یقیناً۔" اور بانو کے دل میں یہ خیال اُبھرا کہ شاید وہ ان لوگوں کے جانے کا منتظر ہے۔ وہ تو اس ارادے سے آئی تھیں کہ روٹھے بیٹے کو منا لیں گی مگر یہ بات سُن کر اُن کا دل بھر آیا اور اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی آئیں۔ ابھی کل ہی اُن کے شوہر کا فون آیا تھا۔ اسی مخصوص انداز میں آنے کو کہا۔

"جہاں جاتی ہو۔ بیٹھ جاتی ہو۔ یہ خیال تک نہیں ہوتا کہ پیچھے ایک گھر بھی ہے۔ شوہر مرے یا جیے تمہیں پرواہ ہی کب ہوتی ہے ایک ہفتے کے اندر اندر واپس آجاؤ۔"

نہ بیٹیوں کا حال پوچھا نہ اچھے لہجے میں بیوی سے بات کی کچھ تو وہ تھے ہی ٹیڑھے دماغ کے آدمی اور کچھ انہیں اوپر تلے یہ تین بیٹیاں ایک آنکھ نہیں بھاتی تھیں۔ کبھی ان سے پیار نہیں کیا تھا۔ ندا چھوٹی تھی کبھی کبھی اُن کے پاس جا کر بیٹھتی کوئی بات چھیڑنے کی کوشش کرتی۔ ہوں ہاں سے زیادہ جواب نہ ملتا۔ ماہا اور کرن تو اپنے والد سے بہت ڈرتی تھیں۔

بانو کا خیال تھا کہ اب جو ایک ہفتے کی مہلت ملی ہے تو ٹھیک سات دنوں کے بعد ہی واپسی ہوگی کہ بیٹیاں یہاں خوش تھیں۔ باپ کے گھر کی نسبت یہاں بہت آزادی محسوس کرتی تھیں مگر وہ یہ نہیں چاہتی تھیں کہ ان کی وجہ سے ان کا بیٹا جفار گھر سے باہر اِدھر اُدھر پھر کر دن گزارے۔ سو دل میں ٹھان لی کہ کل آماں سے بات کریں گی اور پرسوں ہم لوگ واپس چلے جائیں گے۔ حالانکہ برسوں بعد اپنے میکے آئی تھیں اور جانے کو دل بالکل نہیں چاہتا تھا مگر جفار کی خاطر وہ سب کچھ کرنے کو تیار تھیں۔

ناشتے کے بعد سب اکٹھے بیٹھے تھے جب انہوں نے بی بی جان سے کہا۔

"آماں جان! ہم لوگ کل واپس جا رہے ہیں۔"

"ایں مگر تم تو کہتی تھیں اس مرتبہ ساری چھٹیاں یہیں گزارنا ہیں۔ یہ بیچے بٹھانے جانے کی کیا سوجھی؟" نہ صرف آماں بلکہ دونوں بھاوجیں اور بچے بھی رکنے پر اصرار کرنے لگے۔ انہوں نے آس بھری نظروں سے جفار کی جانب دیکھا۔ جانے اُن نظروں میں کیسی پیاس تھی۔ کونسا دُکھ تھا۔ کیا التجا تھی۔ وہ نظر نہ ملا سکا۔

"آماں! جانا تو ہے ہی۔" ان کی آواز کانپ رہی تھی۔ تینوں بیٹیاں خاموش بیٹھی تھیں۔

"بیٹیوں کو یہیں چھوڑ جاؤ۔ اگر ان کا باپ ان کی صورت دیکھنے کا روادار نہیں تو ہم پر بھاری نہیں ہیں۔ یہیں چھوڑ جاؤ انہیں۔" بی بی جان چھوٹی ندا کو ساتھ لگاتے کہہ رہی تھیں۔ جفار ہاتھ میں پکڑا اخبار رکھ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ بانو کے جانے کا تو وہ منتظر تھا۔ اسے انتظار تھا کہ کب وہ واپسی کی خبر سُناتی ہیں مگر آج ان کے جانے کا سُن کر دل اُداس ہو رہا تھا۔ چاہتا تھا۔ وہ رُک جائیں ابھی واپس مت جائیں اور ابھی کیسے انہوں نے اس کی طرف دیکھا تھا دل بھاری بوجھ تلے دبنے لگا تھا۔ شاید انہوں نے کل والی بات کو محسوس کیا ہے اور اسی لیے جانے کی بات کر رہی ہیں دل سے یہ چاہتی ہیں کہ میں روک لوں مگر میں کیسے روک سکتا ہوں اس پر جھنجلاہٹ سوار ہونے لگی۔ وہ جانتا تھا کہ اس وقت سنگدلی سے کام لے رہا ہے مگر پھر بھی کوئی طاقت تھی جو اسے اس بات پر ڈٹا رہنے کے لیے مجبور کر رہی تھی۔ اس نے کمرے میں آکر چابی اٹھائی اور آکر نانو سے کہا کہ میں ذرا باہر جا رہا ہوں کچھ دیر تک آجاؤں گا۔

"اے ہے ابھی کچھ دیر پہلے بارش ہوئی ہے اور تم موٹر سائیکل چلاتے نہیں اُکتاتے ہو بچے! میں کہتی

ں۔ ابھی مت جاؤ۔
"مجھے جانا ہے نانو!" وہ تیزی سے مڑا۔
"جفار!" بانو نے پکارا مگر وہ اتنی دیر میں کافی دور
پہنچ چکا تھا۔
"ایک تو اس لڑکے کے اندر باہر کے چکر ہی ختم نہیں
ہوتے۔" بی بی جان بڑبڑانے لگیں۔
بعد میں بارش تو نہیں ہوئی۔ البتہ بادل خوب
گھر گھر کے آئے ہوئے تھے۔ دن میں بھی گہری شام
کا احساس ہوتا تھا۔ تیز ہواؤں سے احاطے کے درخت
جھوم رہے تھے۔ بی بی جان سمیت آج یہ سب لوگ
یہیں موجود تھے۔ دوپہر کا کھانا بھی یہیں کھایا گیا
اور پھر یہ لوگ واپس آ گئے۔
"اماں جان! یہ فاری ابھی تک نہیں آیا۔" صبح جب وہ
نکلا تھا۔ بانو کا دل اسی وقت سے گھبرا رہا تھا۔
"آجائے گا فکر نہ کرو۔" وہ شاید ایک ماں کی
بے چینی سمجھ ہی نہیں رہی تھیں۔ بانو احاطے سے
آنے کے بعد اپنے اسی کمرے میں چلی آئیں جو صرف وہی
کھولتی تھیں۔ ہواؤں کے جھکڑ بڑی شدت سے
چلنے لگے تھے اور بجلی کی کڑک دل دہلائے دیتی تھی
مایا نے اپنی ماں کی بے چینی کو نہ صرف سمجھا بلکہ محسوس
کیا تھا۔ وہ بھی جفار کے لیے دعاگو تھی اور اس کی
راہ دیکھ رہی تھی۔ شاماں اور حنا نے کئی بار اندر
آنے کو کہا مگر وہ دروازے میں کھڑی سامنے گیٹ کی
جانب دیکھتی رہی۔
"بھیا ابھی تک نہیں آئے۔" کرن بھی شاید اندر
سے اس کی طرح سہمی ہوئی تھی۔
"خدا خیر کرے صبح کے نکلے ہیں اب تو شام ہونے
کو آئی ہے۔" ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ جفار چلا
آیا۔ اسی دم بجلی بھی زور سے کڑکی۔
"بھیا! بھیا! جلدی اندر آجائیں آپ نے بلیک
شرٹ پہن رکھی ہے۔" کرن نے سن رکھا تھا کہ بجلی
کالے رنگ پر گرتی ہے۔
"بھیا! بھیا! جلدی آؤ ناں۔"
اس نے پھر پکارا۔ وہ اب چابی ہاتھ میں پکڑے
ادھر ہی آ رہا تھا۔ اس نے دوبارہ کہا تو رک گیا۔
بھیگنے کے لیے کچھ سوچا اور رخ بدل لیا۔ وہ ان کی
طرف آنے کے بجائے پچھلی طرف سے ہو کر اپنے کمرے
میں جانا چاہتا تھا مگر برسوں سے بند باتو کا کمرا
کھلا دیکھ کر قدم رک گئے۔ دیکھوں تو یہاں کیا ہے
جو یہ کمرا ہمیشہ مقفل رہتا ہے وہ راستہ بدل کر
ادھر چلا آیا۔ کھلے دروازے پر ہاتھ رکھ کر اندر جھانکا
اور کچھ فاصلے پر کھڑی بانو کو پہچان لیا۔ وہ ایک فریم
پر جھکائے بُری طرح رو رہی تھیں پھر انہوں نے
سر اٹھایا اور اپنے دوپٹے سے شیشے پر پڑے آنسو
صاف کرنے لگیں۔
"عابد! عابد جفار ابھی تک گھر نہیں لوٹا۔" وہ تصویر
سے مخاطب تھیں۔ ایک بجلی باہر چمک رہی تھی اور ایک
اس کے اندر چمکی تھی ان کے ہاتھوں میں اس کے والد
کی تصویر تھی وہ بار بار اسے صاف کرتی تھیں اور
تصویر سے باتیں کر رہی تھیں۔ کون کہہ سکتا تھا اس
شخص کو بانو سے جدا ہوئے برسوں بیت چکے ہیں۔
اُن کے انداز میں آج بھی محبت اور بے قراری تھی۔
وہ عابد سے جفار کی باتیں کر رہی تھیں جس میز پر
یہ فریم رکھا تھا اس پر سوکھے پھولوں کی پتیاں بکھری
ہوئی تھیں ایک پھول تازہ تھا۔ شاید آج صبح رکھا
ہوگا۔
"عابد! دعا کرو اُسے کچھ نہ ہو۔ وہ تمہاری ایک
ہی تو نشانی ہے۔ میں اسے کھونا نہیں چاہتی۔"
"امی!" جفار کے لب بے اختیار ہلے تھے اندر انہوں
نے چونک کر اُس کی جانب دیکھا۔ شاید اپنا وہم جانا
کہ اس نے شعور سنبھالنے کے بعد کبھی انہیں کسی رشتے
سے مخاطب نہیں کیا تھا۔
"امی!" وہ آگے بڑھا اور انہیں اپنے ساتھ لگا
لیا پھر دونوں رونے لگے۔ وہ ان کے ہاتھ اپنے ہاتھ
میں لے کر چوم رہا تھا بے قراری سے اپنے چہرے پر
لگا رہا تھا۔ آج بہت پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ وہ
چاہتا تھا ساری جلن سارے دکھ آج مٹا ڈالے۔ آنسو
سب کچھ بہا لے جائیں۔ ماں بہت دیر بعد ملی تھیں۔
جب بچھڑے تھے تو وہ اسے گود میں اٹھاتی تھیں۔
سینے سے لگاتی تھیں اور آج وہ انہیں اپنے بازوؤں
میں سمیٹے سینے سے لگائے کھڑا تھا۔ اس نے جان لیا
تھا۔ عابد آج بھی بانو کے دل میں موجود ہیں۔ وہ
محبت جو برسوں پہلے موت نے ان سے چھین لی تھی۔ ان
کے دل میں پوری آب و تاب سے زندہ تھی۔ حالات

کے گرم تھپیڑے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے تھے اور جفار کو یہی تو گلہ تھا کہ انہوں نے مرے ہوئے شوہر کے ساتھ اس کے زندہ بچے کو بھی جھلا دیا مگر آج یہ جان کر کہ نا صرف بیٹا بلکہ شوہر بھی ان کے ساتھ ساتھ تھا وہ اپنے رویے پر شرمندہ تھا اسے اتنے سال ناحق جانے کا دکھ تھا۔ ضبط کی کوشش میں مزید بکھر رہا تھا اور۔ باہر بادل برسنے لگا تھا۔ اندھیرا مزید بڑھ گیا۔

"پھوپھو!" آواز بلاشبہ حورب کی تھی اور آتے ہی اس نے لائیٹ بھی آن کر دی۔ سارا کمرا جگمگا اٹھا۔

"کیا ہوا آپ کو؟" جفار نے تو اس کی آواز سنتے ہی اپنا آنسوؤں سے بھیگا چہرا دوسری جانب کر لیا۔ تھا مگر وہ بانو کو بری طرح روتے ہوئے تو دیکھ رہی تھی اور پریشان ہو کر ان کی جانب بڑھی تھی۔ جفار نے رومال سے اپنا چہرا صاف کیا اور پھر اس کو دیکھ کر کہنے لگا۔

"یہ رو نہیں رہیں۔ بارش میں گئی تھیں۔ چہرا بھیگ گیا ہے۔"

"صرف چہرا! جھوٹ ضرور تم نے کچھ کہا ہوگا۔ مجھے بتائیں پھوپھو! فاری نے پھر کوئی بدتمیزی کی ہے۔" اس نے دونوں ہاتھ بانو کے چہرے کے دائیں بائیں رکھ کر پیار سے پوچھا۔

"وہ میرا دیا ہوا تحفہ کہاں ہے؟" جفار نے اس کے خالی ہاتھ دیکھ کر پوچھا۔

"پڑی ہوئی ہے میرے پاس اور اس وقت انگوٹھی کا کیا ذکر۔ پھوپھو اتنا رو رہی ہیں۔ انہیں چپ کراؤ۔"

"اتی! مجھے آپ کی خواہش قبول ہے۔" اس نے نہ صرف حورب کے شانے پر ہاتھ رکھا بلکہ آنکھوں سے بھی اشارا کیا۔

"مگر تمہاری خواہش تو کوئی اور تھی۔" انہیں جفار کی بات اچھی طرح یاد تھی۔

"نہیں۔ میں نے جھوٹ بولا تھا۔ بھلا میری اور آپ کی خواہش الگ ہو سکتی ہے۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ دونوں؟" وہ کبھی فاری کی صورت دیکھتی اور کبھی پھوپھو کی۔

"آپ کو شاید یقین نہیں آ رہا اتی!" اس نے حورب کا ہاتھ پکڑ کر کہا رونے سے آواز مزید بھاری اور آنکھیں کچھ سرخی مائل ہو رہی تھیں۔ حورب نے اب غور کیا۔

اور بانو کی مسکراہٹ نظر انداز کرتے ہوئے بولی۔

"تم بھی روتے رہے ہو فاری اور اور آج تم پھوپھو کو اتی کہہ رہے ہو۔ چھوڑو میرا ہاتھ۔ میں جا کر سب کو یہ خوشخبری سناتی ہوں۔"

"ایک خوشخبری میں نے بھی سب کو سنانی ہے۔" بانو نے حورب کا ماتھا چوم کر کہا۔

"وہ کیا پھوپھو؟ وہ بے چاری بھلا سمجھ بھی کیسے سکتی تھی۔

"وہ یہ کہ حورب میرے جفار کی دلہن بنے گی۔"

حورب نے بے اختیار جفار کی جانب دیکھا اور اسے ہنستا دیکھ کر سر جھکا لیا۔ ہاتھ اب بھی اس کی گرفت میں تھا۔ حورب نے چہرا بانو کی اوٹ میں چھپانا چاہا۔

"اتی! اس کی مرضی بھی معلوم کر لیں ایسا نہ ہو۔ بعد میں روتی رہے کہ میری رائے تک نہیں لی گئی۔" جفار کا لہجہ شوخ تھا۔ اس نے مزید سٹپٹا کر ہاتھ کھینچنا چاہا چھڑانا کامیاب ہوئی۔

"ہاں بتا دو۔ اپنی رائے بھی۔" جفار۔ خود ہی بولا۔ جب کہ بانو سے اتنی خوشیاں سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھیں۔ آنکھیں بھر بھر آ رہی تھیں۔

"پھوپھو! آپ سمجھا نہیں نا انہیں۔"

"او ہو! انہیں اس کا مطلب ہے۔ قبول کر لیا کیا۔ ہوں ہے ناں اتی حضور!"

"بھئی چھوڑو میری بیٹی کا ہاتھ۔"

"پہلے اس سے یہ پوچھیں کہ میری دی ہوئی انگوٹھی سنبھال کر بھی رکھی ہے یا پھینک دی ہے۔"

"پھوپھو! میں کوئی پاگل ہوں جو اتنی قیمتی انگوٹھی پھینک دیتی۔ ان سے کہیں میرے پاس پڑی ہے۔ اور اب چھوڑیں میرا ہاتھ۔"

"اتی جان! رونا دھونا چھوڑیں اور غور فرمائیں اب "فاری بدتمیز" "ان" ہو گیا ہے۔" اس نے بھرپور قہقہہ لگایا۔ گو کہ یہ کمرا خاصا الگ تھلگ تھا مگر قہقہہ بھی، چھت پھاڑ ٹائپ کا تھا جب ہی تو اہل خانہ نے سنا اور سنتے ہی اوسان خطا ہو گئے۔ وہ دوڑے چلے آ رہے تھے۔ جہاں بانو مارے خوشی کے رو رہی تھیں۔ جفار کی ہنسی تھمنے میں نہیں آ رہی تھی اور حورب برابر شرمائے جا رہی تھی۔